وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى
اور اگر ہم ان کی طرف فرشتے اتارتے [۱] اور ان سے مردے باتیں کرتے

وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا
اور ہم ہر چیز ان کے سامنے اٹھا لاتے جب بھی وہ ایمان لانے والے

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾
نہ تھے [۲] مگر یہ کہ خدا چاہتا [۳] اور لیکن ان میں بہت نرے جاہل ہیں [۴]

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ
اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کئے ہیں آدمیوں

الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ
اور جنوں میں کے شیطان [۵] کہ ان میں ایک دوسرے پر خفیہ ڈالتا ہے

زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۚ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ

بناوٹ کی بات دھوکے کو [۶] اور تمہارا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ
انہیں ان کی بناوٹوں پر چھوڑ دو [۷] اور اس لئے کہ اس کی طرف انکے دل

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا
جھکیں [۸] جنہیں آخرت پر ایمان نہیں اور اسے پسند کریں اور گناہ کمائیں

مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّ
جو انہیں کمانا ہے [۹] تو کیا اللہ کے سوا میں کسی اور کا فیصلہ

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ
چاہوں [۱۰] اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری [۱۱] اور جن کو

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ
ہم نے کتاب دی [۱۲] وہ جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے سچ اترا ہے

۱۔ اسطرح کہ یہ کفار ان فرشتوں کو انکی شکل میں ظاہر طور پر دیکھیں ورنہ فرشتوں کو انسانی شکل میں صحابہ نے بارہا دیکھا ۲۔ شان نزول۔ کفار قریش مذاق میں حضور سے کہا کرتے تھے کہ اگر آپ سچے ہیں تو ہمارے پرانے مردے زندہ کر کے لائیے جو آپ کی حقانیت کی گواہی دیں۔ یا فرشتے لائیے جو ہم سے آپ کی صداقت کے متعلق گفتگو کریں۔ ان کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ اگر ان کے یہ مطالبے پورے کر بھی دیئے جائیں تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے ان معجزات کو جادو کہہ کر ٹال دیں گے ورنہ حضور کی گواہی تو کنکریوں لکڑیوں نے دی تھی جسے کفار نے سنا تھا مگر وہ ایمان نہ لائے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ اور معجزات وغیرہ مستقل ہادی نہیں۔ ہدایت رب کے کرم سے ملتی ہے۔ یہ چیزیں ہدایت کا سبب مرض کے دفعیہ کے لئے دوائیں ہیں کہ دوا ضرور کرنی چاہیے مگر بھروسہ رب پر چاہیے ۴۔ جب کفار نے مذکورہ معجزات مانگے تھے تو بعض مسلمانوں نے بھی عرض کیا تھا کہ حضور انہیں معجزات دکھا ہی دیئے جائیں تاکہ شاید ایمان لے آئیں۔ رب نے ان مسلمانوں کو سمجھایا کہ ایمان صرف معجزوں سے نہیں ملتا بلکہ رب کے کرم سے ملتا ہے۔ دیکھو حضور نے کنکروں، پتھروں، لکڑیوں سے کلمہ پڑھوا دیا۔ سورج کو لوٹایا، چاند کو چیر دیا۔ پھر بھی ان میں سے بہت لوگ ایمان نہ لائے تو اب تم ان کے ایمان کی حرص کیوں کرتے ہو۔ اکثر اس لئے فرمایا کہ بعض کفار غلط فہمی میں مبتلا تھے جو بعد میں ایمان لے آئے۔ ۵۔ اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جن و انس کے سوا تمام مخلوق الٰہی حضور کی مطیع و فرمانبردار، رب کی عبادت گزار ہے۔ کوئی کافر نہیں اور کوئی نبی کا دشمن نہیں۔ حضور کا فرمانا کہ عیر پہاڑ ہم سے بغض رکھتا ہے وہاں عیر پہاڑ سے مراد وہاں کے یہود باشندے ہیں نہ کہ وہاں کے پتھر ۶۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو گمراہ کن شخص کسی کو شرع کے خلاف کام کی رغبت دے وہ انسانی شیطان ہے اگرچہ وہ اپنے عزیزوں میں سے ہو یا عالم کے لباس میں ہو ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام نبیوں کے دشمن ضرور ہوئے ایسے ہی علماء و اولیاء کے دشمن ہونا ضروری ہیں۔ جس عالم کا کوئی بیدین دشمن نہ ہو وہ عالم خود بے دین ہے کہ بے دینوں کی مروت کرتا ہے۔ اس دشمنی میں حکمت الہیہ یہ ہے کہ جب تک کوئی مقابل نہ ہو، قوت کا پتہ نہیں لگتا۔ اگر تاریکی نہ ہوتی تو سورج کی قدر نہ ہوتی۔ اگر پیاس نہ ہو تو پانی کی قدر نہیں ۸۔ یعنی ان کفار کے اس مطالبہ کی طرف انہیں کے دل مائل ہوں گے جن کے ایمان ناقص ہیں وہ ان کی حمایت کریں گے اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک کا دل اپنے ہم جنس کی طرف جھکتا ہے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کی حمایت بھی گناہ ہے۔ چوری کا مال چھپانا، اسے فروخت کرنا سب جرم ہے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ شرعی احکام میں نہ کسی کا مشورہ لیا جائے نہ کسی کو پنچ بنایا جائے۔ مشورہ اور پنچایت کی ضرورت ان چیزوں میں ہے جن میں شریعت کا فیصلہ وارد نہ ہو۔ اولاد کی شادی کے لئے مشورہ کرو مگر نماز و روزہ کے لئے کسی مشورہ کی ضرورت نہیں ۱۱۔ شان نزول۔ کفار مکہ نے عرض کیا تھا کہ یہود و نصاریٰ کے پوپ پادریوں کو ہم آپ اپنا پنچ بنا لیں جو یہ فیصلہ کریں کہ ہم حق پر ہیں یا آپ۔ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ انہیں کچھ رشوت دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرا لیں گے۔ تب یہ آیت اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا درست ہے کہ اے کافرو قرآن تمہاری طرف بھی آیا کیونکہ ان کی ہدایت کے لئے بھی آیا ہے ۱۲۔ یعنی آسمانی کتاب کی سچی سمجھ نصیب کی جیسے عبداللہ ابن اسلام وغیرہ یا یہ مطلب ہے کہ عام علماء اہل کتاب آپ کو حق جانتے ہیں اگرچہ اقرار نہ کریں کسی دنیاوی وجہ سے۔

۱۔ یعنی حقیقت یہ ہے کہ جن پوپ پادریوں کو یہ کفار اپنا حکم بنانا چاہتے ہیں وہ بھی دل سے آپ کو حق مانتے ہیں۔ اگرچہ زبان سے آپ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ یا آئندہ کریں ۲۔ یا تو رب کی بات سے مراد وہ فیصلہ الٰہی ہے جو کفار و مومن کے متعلق ہو چکا یا اس سے تمام آسمانی کتابیں مراد ہیں۔ یا قرآن شریف۔ جو کچھ بھی مراد ہو مقصود بالکل ظاہر ہے۔ ۳۔ یعنی قرآن کتاب برحق ہے اسے قیامت تک کوئی بدل نہیں سکتا۔ اس آیت کو نسخ سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ نسخ میں کوئی بندہ آیت کو نہیں بدلتا بلکہ خود رب تعالیٰ اگلے حکم کی مدت ختم فرما دیتا ہے۔ جیسے قابل طبیب مریض کے حال میں تبدیلی ملاحظہ کر کے خود اپنا نسخہ بدلتا رہتا ہے۔ اگر مریض خود نسخے

بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَ تَمَّتْ

تو اے سننے والے تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو۱ اور پوری ہے

كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ

تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں۲ اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں۳

وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۱۱۵﴾ وَ اِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِی

اور وہی ہے سنتا جانتا اور اے سننے والے زمین میں اکثر وہ ہیں کہ

الْاَرْضِ یُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ

تو ان کے کہے پر چلے تو تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دیں۴ وہ صرف گمان کے

اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ

پیچھے ہیں۵ اور نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں۶ تیرا رب خوب جانتا

اَعْلَمُ مَنْ یَّضِلُّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ۚ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۱۱۷﴾

ہے کہ کون بہکا اس کی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰیٰتِهٖ

تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا۸ اگر تم اس کی آیتیں

مُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ

مانتے ہو۹ اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ۱۰ جس پر اللہ کا نام

عَلَیْهِ وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَیْكُمْ اِلَّا مَا

لیا گیا وہ تم سے مفصل بیان کر چکا۱۱ جو کچھ تم پر حرام ہوا مگر جب تمہیں

اضْطُرِرْتُمْ اِلَیْهِ ؕ وَ اِنَّ كَثِیْرًا لَّیُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ

اس سے مجبوری ہو۱۲ اور بے شک بہتیرے اپنی خواہشوں سے گمراہ کرتے ہیں

بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِیْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَ

بے جانے۱۳ بیشک تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے۱۴

میں تبدیلی کرے تو مجرم ہے ۴۔ لہٰذا دینی امور میں صرف اللہ رسول کی پیروی کرو۔ ان کے مقابل کسی کی پیروی نہ کرو۔ علماء امت اور مجتہدین کی پیروی درحقیقت اللہ رسول کی ہی پیروی ہے کہ یہ حضرات ان ہی کے احکام سناتے ہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث کے مقابل اپنے باپ دادوں کی پیروی کرنا مشرکوں کا طریقہ ہے۔ اس ظن سے مراد یہی بدگمانی ہے۔ اسے قیاس مجتہد سے کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا اس سے غیر مقلد دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ ۶۔ یعنی اپنے اندازے سے چیزوں کو حرام یا حلال کہتے ہیں۔ حالانکہ حلال وہ جسے اللہ رسول حلال فرما دیں اور حرام وہ جسے اللہ رسول حرام فرما دیں ۷۔ اور رب کے بتانے سے اس کے بعض بندے بھی یہ امور غیبیہ جانتے ہیں جیسے شہداء کے لئے قرآن فرماتا ہے۔ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا یا حدیث پاک میں ہے کہ حور پکارتی ہے کہ یہ ہمارے پاس آنے والا ہے۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر جنتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ جنتی حور اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے انجام کو جانتے ہیں ۸۔ ذبح کے وقت اس طرح کہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا گیا ہو مگر یہ بھی شرط ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو' یا اہل کتاب اگر مشرک مرتد بسم اللہ سے ذبح کرے جب بھی ذبیحہ حلال نہیں ۹۔ شان نزول۔ مشرکین کہتے تھے کہ مسلمان اپنا مارا تو حلال کہتے ہیں یعنی ذبح کیا ہوا۔ اور خدا کا مارا یعنی مردار کو حرام کہتے ہیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ جو اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا وہ حلال ہے جو اس کے نام پر ذبح نہ ہوا وہ حرام ہے۔ معلوم ہوا کہ حلال جانوروں کو حرام سمجھنا بے ایمانی ہے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ بحیرہ اور سائبہ اگر خدا کے نام پر ذبح ہو جاویں تو حلال ہیں ایسے ہی ہندوؤں کے بچھڑے جو بتوں کے نام پر چھوٹے ہوئے ہیں۔ لہٰذا گیارہویں شریف کی گائے بھی حلال اور متبرک ہے کیونکہ وہ اللہ کے نام پر ذبح ہوتی ہے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قانون یہ ہے کہ حرام چیزوں کا مفصل ذکر ہوتا ہے۔ اور جس چیز کو حرام نہ فرمایا گیا ہو وہ حلال ہے۔ رب فرماتا ہے قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا الخ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ جان جانے کے خطرے پر بقدر ضرورت مردار وغیرہ کھا لینا جائز ہے ۱۳۔ اس طرح کہ بحیرہ سائبہ بتوں پر چھوٹے ہوئے جانوروں کو تو حرام جانتے ہیں اور جو جانور غیر خدا کے نام پر ذبح ہوں یا خود مر جاویں انہیں حلال جانتے ہیں۔ حالانکہ معاملہ بالکل برعکس ہے۔ ان جاہلوں کی بات نہ مانو ۱۴۔ اس میں ان لوگوں کو ڈرایا جا رہا ہے۔ جو بغیر علم محض اپنی رائے سے حرام و حلال کا غلط فتویٰ دیتے ہیں۔ مولوی رشید احمد صاحب نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی سبیل کے شربت کو حرام لکھا۔ مگر ہندوؤں کی دیوالی ہولی کی کچوری کو جائز قرار دیا۔ اس قسم کے علماء سوء کے لئے یہ آیت ہے۔

ا۔ یعنی نہ علانیہ گناہ کرو نہ خفیہ ہر حال میں رب سے ڈرو یا نہ بدن کے گناہ کرو نہ دل کے نہ نیت اور ارادہ کے ۲۔ بدر کے میدان میں یا مرتے وقت یا قبر میں یا حشر میں ۳۔ معلوم ہوا کہ اگر مسلمان ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جاوے تو جانور حلال ہے کیونکہ یہاں لم یذکر فرمایا گیا' جس کے معنی ہیں دیدہ دانستہ نہ ذکر کرنا یا غیر خدا کے نام پر ذبح کر دینا' یہ دونوں حرام ہیں ۴۔ یعنی غیر خدا کے نام پر ذبح کرنا نافرمانی ہے یا رب کے نام پر ذبح کئے کو حرام جاننا فسق ہے اور شیطان کی اطاعت ہے جو شرک تک پہنچا دیتی ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ بغیر علم دینی مسائل میں جھگڑے کی نیت سے مناظرہ کرنا یا محض جھگڑنا شیطان یا شیطانی لوگوں کا کام ہے۔ لیکن تحقیق

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ

اور چھوڑ دو کھلا اور چھپا گناہ ۱ وہ جو گناہ کماتے ہیں

الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا تَاْكُلُوْا

عنقریب اپنی کمائی کی سزا پائیں گے ۲ اور اسے

مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ۭ وَاِنَّ

نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ۳ اور وہ بے شک

الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰۗـــِٕــهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَ

حکم عدولی ہے ۴ اور بیشک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑیں

اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ اَوَمَنْ كَانَ

۵ اور اگر تم ان کا کہنا مانو تو اس وقت تم مشرک ہو ۶ اور کیا وہ کہ

مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ

مردہ تھا تو ہم نے اسے زندہ کیا ۷ اور اس کیلئے ایک نور کر دیا جس سے لوگوں میں چلتا ہے

كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ

وہ اس جیسا ہو جائے گا جو اندھیریوں میں ہے ۸ ان سے نکلنے والا نہیں یونہی کافروں کی

زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا

آنکھ میں ان کے اعمال بھلے کر دیئے گئے ہیں ۹ اور اسی طرح ہم نے ہر بستی

فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ۭ وَمَا

میں اس کے مجرموں کے سرغنہ کئے کہ اس میں داؤں کھیلیں ۱۰ اور

يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا

داؤں نہیں کھیلتے مگر اپنی جانوں پر اور انہیں شعور نہیں ۱۱ اور جب

جَاۗءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ

ان کے پاس کوئی نشانی آئے تو کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہمیں بھی ویسا ہی

حق کے لئے مناظرہ کرنا عبادت ہے۔ رب فرماتا ہے وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۶۔ جو شرک کرے وہ مشرک جو مشرکوں سے دینی محبت کرے وہ مشرک۔ جو مسلمانوں سے مذہبی نفرت رکھے وہ بھی مشرک و کافر ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ ایمان زندگی ہے اور کفر موت کہ اس سے روح مردہ ہو جاتی ہے لہٰذا اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى میں کفار ہی مراد ہیں ۸۔ نور کو واحد اور ظلمت کو جمع اس لئے فرمایا گیا کہ ہدایت تو ایک ہے مگر کفر بہت ہیں۔ اس ساری آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ ابو جہل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نجاست پھینکی تھی جس سے حضور علیہ السلام کو بہت تکلیف ہوئی۔ امیر حمزہ شکار کو گئے تھے۔ واپسی پر جب انہیں پتہ لگا تو طیش میں آگئے اور تیر و کمان لئے ہوئے اسی حالت میں ابو جہل کے پاس پہنچے۔ قریب تھا کہ کمان سے اس کا سر پھاڑ دیتے ابو جہل بہت خوشامد کرتا ہوا بولا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں تم انہیں کچھ نہیں کہتے۔ آپ فرمانے لگے کہ تم سے بڑھ کر بیوقوف کون ہے کہ خود پتھر کی مورت بناؤ اور اسے خود پوجنے لگو۔ یہ کہہ کر حضور کی خدمت میں آکر ایمان سے مشرف ہو گئے اس موقعہ پر یہ آیت اتری ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ گنہگار مومن اپنے گناہ کو اچھا نہیں سمجھتا لہٰذا مومن رہتا ہے۔ لیکن کافر اپنی بدکرداریوں کو اچھا جانتا ہے' اس پر ناز کرتا ہے اس لئے وہ لائق مغفرت نہیں۔ شان نزول۔ یہ آیت حضرت امیر حمزہ اور ابو جہل کے متعلق نازل ہوئی۔ امیر حمزہ تو ایمان لے آئے اور ابو جہل کفر میں ہی گرفتار رہا۔ لہٰذا یہ دونوں برابر نہیں۔ یہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ قوم کے سرداروں کا بگڑنا قوم کو ہلاک کرنا ہے۔ رب فرماتا ہے وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا اسی طرح قوم کے پیشواؤں کا سنبھل جانا قوم کو سنبھال دینا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کی طرف غریب زیادہ مائل ہوتے ہیں مالدار اکثر فسق کرتے ہیں ۱۱۔ کفار مکہ نے مکہ کے چاروں راستوں پر آدمی بٹھا دیئے تھے کہ کوئی آنے جانے والا حضور کے پاس نہ پہنچے اسے سمجھا دیا جائے۔ مگر ان کے سمجھانے سے بے خبر لوگوں کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر ہو جاتی تھی وہ شوق میں آکر مسلمان ہو جاتے تھے۔ اس آیت میں ان کا ذکر ہے کہ یہ فریب تو کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کو روکنے کے لئے مگر اس سے اور بھی اسلام کی اشاعت ہوتی ہے۔ انہیں شعور نہیں۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کے لئے چناؤ رب کی طرف سے ہوتا ہے۔ یہ اعمال یا قومیت یا مال سے نہیں ملتی۔ جیسے موتی کے لئے ڈبہ خاص ہوتا ہے۔ ایسے ہی نبوت کے لئے سینے مخصوص ہوتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کی دعا کرنا یا تمنا کرنا حرام ہے۔ کیونکہ ناممکن کی دعا نہ چاہیے۔ اب کسی کا نبی بننا ایسا ہی ناممکن ہے۔ جیسے خدا کا شریک ہونا۔ قصر نبوت کی آخری اینٹ لگ چکی ۲۔ شان نزول۔ ولید ابن مغیرہ نے کہا تھا کہ اگر نبوت حق ہے تو اس کا مستحق میں ہوں۔ کیونکہ عمر و مال میں حضور سے زیادہ ہوں۔ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری اور مااوتی سے مراد وحی الٰہی' معجزات ہیں یعنی نبوت' ۳۔ معلوم ہوا کہ جو نبی کے خلاف تدبیریں

مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ

نہ ملے جیسا اللہ کے رسولوں کو ملا ۱ اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت

رِسٰلَتَهٗ ؕ سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ

رکھے ۲ عنقریب مجرموں کو اللہ کے یہاں ذلت پہنچے گی

اللّٰهِ وَ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا كَانُوْا یَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

اور سخت عذاب بدلہ ان کے مکر کا ۳

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ

اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے ۴

وَ مَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّهٗ یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَیِّقًا

اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے

حَرَجًا كَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ یَجْعَلُ

گویا کسی کی زبردستی سے آسمان پر چڑھ رہا ہے ۵ اللہ یونہی عذاب

اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَ هٰذَا

ڈالتا ہے ایمان نہ لانے والوں کو ۶ اور یہ تمہارے

صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِیْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ

رب کی سیدھی راہ ہے ۷ ہم نے آیتیں مفصل بیان کر دیں

لِقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ

نصیحت ماننے والوں کے لئے ان کے لئے سلامتی کا گھر ہے اپنے رب کے یہاں

وَ هُوَ وَلِیُّهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ وَ یَوْمَ یَحْشُرُهُمْ

اور وہ ان کا مولیٰ ہے یہ ان کے کاموں کا پھل ہے ۸ اور جس دن ان سب کو

جَمِیْعًا ۚ یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ

اٹھائے گا ۹ اور فرمائے گا اے جن کے گروہ ۱۰ تم نے بہت آدمی گھیر لئے

کرے وہ خود ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ اس کا تجربہ ہو چکا اور ہو رہا ہے۔ وہابیہ کو اس سے عبرت پکڑنی چاہیے اسی طرح دین کی خدمت دونوں جہان میں عزت کا باعث ہے۔ ۴۔ حدیث شریف میں ہے کہ سینہ کھولنے سے مراد وہ نور ہے جو مومن کے سینہ میں ڈالا جاتا ہے جس سے وہ سینہ ایمان کے لئے کھل جاتا ہے۔ اس کی تین علامتیں ہیں۔ دنیا سے نفرت' آخرت کی طرف رغبت اور موت سے پہلے اس کی تیاری (اللہ نصیب فرماوے) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان رب کی توفیق سے ملتا ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی کام بھاری معلوم ہونا۔ دنیاوی کام آسان محسوس ہونا' تنگی سینہ کی علامت ہے اور تنگی سینہ یہ ہے کہ اسباب کفر جمع ہو جاویں اور اسلام کے اسباب نہ مہیا ہو سکیں۔ اللہ بچائے۔ بعض پر ایمان بھاری ہوتا ہے۔ بعض پر نیک اعمال بھاری۔ بعض پر عشق' وجدان بھاری ہے۔ خیال رہے کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بندہ کفر کرنے پر مجبور ہے بلکہ وہ جو کفر و طغیان کرتا ہے وہ اپنے اختیار سے کرتا ہے۔ اس کی بدکرداریوں سے دل میں یہ حال پیدا ہوتا ہے۔ جیسے لوہا زنگ لگ کر بیکار ہو جاتا ہے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ قلب کی سختی عذاب الٰہی ہے۔ جو خود اپنے بد اعمال کا نتیجہ ہے عذاب آخرت اس عذاب کا نتیجہ ہو گا۔ ۷۔ یعنی قرآن کریم یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وہ راستہ ہے جو بلا تکلف رب تک پہنچا دیتا ہے۔ جیسے سیدھا راستہ منزل مقصود تک پہنچاتا ہے اس لئے اسے شریعت کہتے ہیں یعنی وسیع اور سیدھا راستہ جس پر ہر شخص آسانی سے چل سکے۔ طریقت بھی رب کا راستہ ہے مگر وہ ایسا تنگ اور پیچ دار ہے جس پر صرف واقف آدمی ہی چل سکتا ہے۔ شریعت جرنیلی سڑک ہے طریقت گلی کوچے۔ کہ شریعت دیر سے اور طریقت جلد مقصود پر پہنچاتی ہے۔ مگر شریعت عام لوگوں کو طریقت خاص کو ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جنتی لوگ اپنی اپنی جنت کے مالک ہیں نہ کہ صرف مہمان جیسا کہ لھم کے لام سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ ان کی یہ ملکیت آج بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی جیسا کہ جملہ اسمیہ سے معلوم ہوا تیسرے یہ کہ جنت میں ہر قسم کی سلامتی ہو گی۔ مرض' موت کسی کی مخالفت کا خطرہ نہ ہو گا اس لئے اسے دار السلام کہتے ہیں چوتھے یہ کہ جنت حاصل ہونے کا سبب نیک اعمال ہیں جیسا کہ بما کی ب سے معلوم ہوا لیکن یہ اکثریہ قاعدہ ہے۔ دیوانہ اور بچے اور وہ نو مسلم جو ایمان لاتے ہی فوت ہو گیا۔ بغیر اعمال کے جنتی ہے۔ بلکہ حضور کے اعمال طیبہ طاہرہ میں ہم جیسے گنہگاروں کا حصہ ہے۔ سخی کے مال میں فقیروں کا حصہ ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ قیامت میں اولاً "سب اکٹھے ہوں گے اس لئے اسے حشر کہتے ہیں بعد میں اچھے بروں کی چھانٹ ہو جاوے گی اس لئے اسے یوم الفصل کہا جاتا ہے۔ سب کو اٹھانے سے مراد یا یہ ہے کہ مومن و کافر کو اکٹھا اٹھائے یا انسان و جن کو اکٹھا یا سعید و شقی کو اکٹھا ۱۰۔ یہ ان سرکش جنات سے خطاب ہے

(بقیہ صفحہ ۲۲۸) جنہوں نے انسانوں کو بہکایا۔ مومن جنات تو اللہ کی رحمت میں ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنات انسانوں کے دلوں میں برے خطرے پیدا کرتے ہیں۔ گمراہی کی راہ دکھاتے ہیں۔ خصوصاً شیطان اور اس کی ذریت۔
۔ یعنی انسانوں نے جنات سے فائدہ اٹھایا کہ جنات نے انہیں برے راہ دکھائے اور بدعملیوں کو ان کے لئے آسان کیا اور جنات نے انسانوں سے فائدہ اٹھایا۔ اس طرح کہ انسانوں نے ان کی پوجا کی۔ لہٰذا فائدے سے مراد دنیاوی فائدہ ہے جو درحقیقت نقصان ہی ہے ۲۔ یعنی موت یا قیامت۔ موت ہر شخص کا علیحدہ وقت ہے اور

وَقَالَ اَوْلِيٰٓـُٔهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا
اور ان کے دوست آدمی عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم میں ایک نے دوسرے سے
بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۭ قَالَ
فائدہ اٹھایا اور ہم اپنی اس میعاد کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لئے مقرر فرمائی تھی فرمائے گا
النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ
آگ تمہارا ٹھکانا ہے ہمیشہ اس میں رہو مگر جسے خدا چاہے ۳ اے محبوب
رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ
بیشک تمہارا رب حکمت والا علم والا ہے اور یونہی ہم ظالموں میں ایک کو دوسرے پر مسلط
بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ
کرتے ہیں بدلہ ان کے کئے کا ۴ اے جنوں اور
الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ
Page-229.bmp
آدمیوں کے گروہ کیا تمہارے پاس تم میں کے رسول نہ آئے تھے ۵ تم پر میری آیتیں پڑھتے
اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ ھٰذَا ۭ قَالُوْا
اور تمہیں یہ دن دیکھنے سے ڈراتے کہیں گے
شَهِدْنَا عَلٰٓي اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
ہم نے اپنی جانوں پر گواہی دی ۶ اور انہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا
وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِكَ
اور خود اپنی جانوں پر گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے ۷ یہ اس لئے
اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰي بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا
کہ تیرا رب بستیوں کو ظلم سے تباہ نہیں کرتا ۸ کہ ان کے لوگ
غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۭ وَمَا رَبُّكَ
بے خبر ہوں ۸ اور ہر ایک کیلئے ان کے کاموں سے درجے ہیں ۹ اور تیرا رب

قیامت سب کا وقت لہٰذا لنا فرمانا بالکل درست ہے ۳۔ یعنی وہ کفار جن کا ایمان مشیت الٰہی میں آ چکا وہ جہنم میں نہ جائیں گے کیونکہ وہ مومن ہو کر مریں گے۔ یہ مطلب نہیں کہ بعض کفار دوزخ میں جا کر نکالے جائیں گے۔ ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ظالم حاکم کا مسلط ہونا اللہ کا عذاب ہے یزید امام حسین پر مسلط نہ ہوا بلکہ امام حسین رضی اللہ عنہ اس مردود پر مسلط ہوئے۔ اس کی سلطنت کے ٹکڑے اڑا دیئے جیسے حضرت موسیٰ فرعون پر اور ابراہیم علیہ السلام نمرود پر۔ دوسرے یہ کہ ظالم حاکم ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر اچھے حاکم چاہتے ہو تو اچھے اعمال کرو ۵۔ رسول صرف انسان ہوتے ہیں۔ رب فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ چونکہ یہاں جن و انس دونوں سے خطاب ہے لہٰذا مِنْكُمْ فرمایا گیا یا تَغْلِيْبًا یہ ارشاد ہوا جیسے رب فرماتا ہے۔ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ حالانکہ موتی اور مونگا صرف کھاری سمندر سے نکلتا ہے۔ بہرحال اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جنات میں نبی آئے' ہاں جنات کے لئے نبی آئے مگر انسان' اس سے معلوم ہوا کہ پچھلے نبی جنات کے بھی نبی ہوتے تھے۔ مگر ہمارے نبی سارے جنات کے نبی ہیں۔ ۶۔ کفار اولاً تو انبیاء کرام کی تبلیغ کا انکار کریں گے مگر ہاتھ پاؤں وغیرہ کی گواہی کے بعد اقرار کرلیں گے۔ لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں ۷۔ یعنی قیامت میں حساب کتاب سوال جواب رب تعالیٰ کی بے علمی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ جیسے دنیا میں بے خبروں پر عذاب نہیں ایسے ہی آخرت میں بھی بلکہ مجرموں کو بتا کر قائل کر کے عذاب دیا جاوے گا۔ ۸۔ اس آیت میں دو مسئلے بیان ہوئے ایک یہ کہ رب تعالیٰ بغیر بدعملی کے عذاب نہیں بھیجتا۔ دوسرے یہ کہ بغیر نبی کی تبلیغ پہنچے کسی کو بدعملیوں کی سزا نہیں مل سکتی۔ لہٰذا مشرکین کے فوت شدہ بچے دوزخی نہیں۔ نیز حضور کے والدین اور زمانہ فترت کے موحد لوگ دوزخی نہیں۔ یہ قانون دنیاوی عذاب کے لئے بھی ہے اور اخروی عذاب کے لئے بھی۔ بچوں اور نیک کاروں کو تکلیف عذاب نہیں بلکہ رحمت ہے ۹۔ یعنی جنتیوں کو جنت میں اعمال کے مطابق درجے دیئے جائیں گے ایسے ہی دوزخیوں کو دوزخ میں۔ یا یہ مطلب ہے کہ نیک اعمال کے درجے مختلف ہیں۔ ایک ہی عمل ایک شخص کے لئے زیادہ اجر کا باعث ہے دوسرے کے لئے کم اجر کا حدیث شریف میں ہے کہ قیامت میں اعمال کا بدلہ عقل کے بقدر ملے گا۔ لہٰذا اس آیت سے ہزارہا مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔ عمل کے بدلے' جگہ' وقت' موقعہ ضرورت کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ جہاں مسجدیں بہت ہوں کنوئیں کم وہاں مسجد سے کنواں بنوانا زیادہ اچھا۔

ا۔ اس طرح کہ تم کو عذاب بھیج کر تباہ کر دے اور دوسرے لوگوں کو تمہاری زمین کا مالک کر دے۔ دیکھو ابو جہل ہلاک ہوا۔ اس کے مال و متاع دوسروں کے قبضے میں پہنچے۔ یا اس طرح کہ تم اپنی عمر پوری کر کے فوت ہو جاؤ۔ تمہاری اولاد تمہاری جانشین ہو۔ خلاصہ یہ کہ دنیا اور اس کے مال و متاع قابل اعتماد نہیں ۲۔ موت یا قیامت یا وہ عذاب جس کی حضور نے پیشین گوئی فرمائی تھی یہ سب چیزیں ضرور آئیں گی مگر اپنے وقت پر' دیر سے دھوکہ نہ کھاؤ بلکہ اس سے بچنے کے اسباب جمع کرو۔ کیونکہ نہ ہم مجبور ہیں نہ جھوٹی خبر دینے والے۔ نہ تم طاقت ور کہ ہم سے مقابلہ کر کے بچ سکو لہٰذا مقابلہ نہ کرو بلکہ خوف کرو ۳۔ اس میں کفر یا گناہ کی اجازت نہیں بلکہ یہ اظہار غضب کے لئے فرمایا گیا۔ رب فرماتا ہے۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۴۔ اگرچہ آج بھی فیصلہ ہو چکا کہ مومن جنتی ہے اور کافر دوزخی لیکن عملی فیصلہ قیامت میں ہو گا یا عذاب آتے وقت۔ وہی یہاں مراد ہے ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ کفار کا بتوں کے نام پر کچھ وقف کرنا باطل ہے اور ان کی شرائط وقف غیر معتبر۔ اس لئے کہ ان سب کو قرآن نے بِزَعْمِهِمْ فرما کر باطل فرمایا ۶۔ یہاں کفار کی بد عملیوں کا ذکر ہے۔ ایک تو اپنی پیداوار کی خیرات کے دو حصے کرنا' ایک اللہ کے لئے' ایک بتوں کے لئے' دوسرے یہ کہ اگر بتوں کے حصہ میں گر جاوے تو نہ اٹھاویں۔ کفار عرب اللہ کا حصہ تو مہمانوں اور فقیروں پر خرچ کرتے تھے اور بتوں کا حصہ اپنے پر اور اپنے خدام پر' یہ خیرات کفر اور یہ تقسیم حماقت تھی۔ خیال رہے کہ اپنے مال سے گیارہویں یا ختم وغیرہ کے لئے پیسے نکالنا اس میں داخل نہیں کیونکہ یہ سب اللہ کے لئے خیرات ہے۔ ثواب ان کی روح کو ہے اس کا ثبوت قرآن کریم اور حدیث سے ہے رب فرماتا ہے وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ حضرت سعد نے اپنی ماں کے نام پر کنواں کھدوایا۔ اس کا نام بیرام سعد رکھا۔ بت کے نام پر مال نکالنا شرک ہے کہ اس میں رب سے برابری ہے۔ بزرگوں کے نام پر نکالنا درست کہ اللہ کے نام کی خیرات ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ کفار عرب اللہ کو بڑا معبود اور بتوں کو چھوٹا معبود سمجھ کر دونوں کی پوجا کرتے تھے۔ بدنی بھی اور مالی بھی۔ مالی پوجا کا یہاں ذکر ہو رہا ہے۔ کہ اپنی پیداوار میں سے کچھ رب کی عبادت کی نیت سے نکالتے ہیں اور کچھ بتوں کی عبادت کے لئے یہ بھی خیال رہے کہ گندم وغیرہ جو بتوں کے نام پر نامزد کر دیجاوے وہ حرام نہ ہو جاوے گی حرام تو صرف وہ جانور ہے جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جاوے اس لئے صحابہ کرام جہاد میں کفار کا ہر قسم کا مال غنیمت بنا لیتے تھے۔ یہ تحقیق نہ کرتے تھے کہ یہ کس کے نام کا ہے ۷۔ یہاں رب نے ان کے اس کام پر عتاب فرمایا مگر ان چیزوں کو حرام نہ کہا۔

بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ

ان کے اعمال سے بے خبر نہیں اور اے محبوب تمہارا رب بے پرواہ ہے رحمت والا

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا

اے لوگو وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور جسے چاہے تمہاری جگہ لائے

يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ؕ ﴿۱۳۳﴾

جیسے تمہیں اوروں کی اولاد سے پیدا کیا [1]

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

بے شک جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے [2] ضرور آنے والی ہے اور تم تھکا نہیں سکتے

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ

تم فرماؤ اے میری قوم تم اپنی جگہ پر کام کئے جاؤ [3] میں اپنا کام کرتا ہوں

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ

تو اب جاننا چاہتے ہو کس کا رہتا ہے آخرت کا گھر [4]

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ

بے شک ظالم فلاح نہیں پاتے اور اللہ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا

مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ

کئے ان میں اسے ایک حصہ دار ٹھہرایا تو بولے یہ اللہ کا ہے

بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ

ان کے خیال میں اور یہ ہمارے شریکوں کا [5] تو وہ جو ان کے شریکوں کا ہے

فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى

وہ تو خدا کو نہیں پہنچتا [6] اور جو خدا کا ہے وہ ان کے شریکوں کو

شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ

پہنچتا ہے کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں [7] اور یونہی بہت مشرکوں کی نگاہ

معلوم ہوا کہ جو حصہ کفار بتوں کے نام پر نکالتے تھے وہ حرام نہ ہو گیا بلکہ ان کا یہ کام شرک ہے مگر چیز حلال ہے جیسے بحیرہ سائبہ جانور چھوڑنا شرک لیکن وہ جانور حلال۔ اللہ کے نام پر ذبح کرو اور کھاؤ۔

لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ

میں ان کے شریکوں نے اولاد کا قتل بھلا کر دکھایا ہے ۱ کہ انہیں ہلاک

لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ

کریں اور ان کا دین ان پر مشتبہ کر دیں ۲ اور اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے ۳

مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿١٣٧﴾ وَقَالُوا هَٰذِهِ

تو تم انہیں چھوڑ دو وہ ہیں اور ان کے افترا ۴ اور بولے یہ مویشی

أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَن نَّشَاءُ

اور کھیتی روکی ہوئی ۵ ہے اسے وہی کھائے جسے ہم چاہیں اپنے جھوٹے

بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَّا

خیال سے ۶ اور کچھ مویشی ہیں جن پر چڑھنا حرام ٹھہرایا ۷ اور کچھ

يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ ۚ سَيَجْزِيهِم

مویشی کے ذبح پر اللہ کا نام نہیں لیتے یہ سب اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے ۸ عنقریب وہ

بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿١٣٨﴾ وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ

انہیں بدلہ دے گا ان افتراؤں کا اور بولے جو ان مویشی کے پیٹ میں ہے وہ

خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا ۖ وَإِن يَكُن

نرا ہمارے مردوں کا ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور مرا ہوا

مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُ

نکلے تو وہ سب اس میں شریک ہیں ۹ قریب ہے اللہ انہیں ان کی باتوں کا بدلہ دے گا بیشک

حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿١٣٩﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ

وہ حکمت و علم والا ہے بیشک تباہ ہوئے ۱۰ وہ جو اپنی اولاد کو قتل کرتے ہیں ۱۱

سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى

احمقانہ جہالت سے اور حرام ٹھہراتے ہیں ۱۲ وہ جو انہیں اللہ نے روزی دی اللہ پر جھوٹ

۱۔ یعنی انہوں نے اولاد میں بھی ایسی ہی تقسیم کر رکھی ہے کہ لڑکے کو زندہ رکھتے ہیں لڑکی کو ہلاک کر دیتے ہیں اور یہ سب کچھ ان کے سرداروں کے بہکانے سے ہے۔ نیز یہ لوگ بعض اولاد کے ذبح کرنے کی منت مان لیتے تھے جیسے عبدالمطلب نے منت مانی تھی حضرت عبداللہ کے ذبح کرنے کی ۲۔ اس طرح کہ یہ لوگ پہلے دین اسماعیلی پر تھے پھر شیطان نے اس سے بہکا دیا اور شرک میں گرفتار کر دیا۔ وہ سمجھے کہ دین اسماعیلی یہی ہے۔ ۳۔ یہاں چاہنا . بمعنی ارادہ کرنا ہے نہ کہ . بمعنی پسند کرنا۔ پسند کرنے کو رضا کہا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اللہ کے ارادے سے ہو رہا ہے مگر اللہ صرف نیکیوں سے راضی ہے نہ کہ برائیوں سے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم انہیں تبلیغ نہ کرو تبلیغ تو آخر دم تک کی جاوے گی۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے کفر و شرک پر غم نہ کرو۔ اپنے دل کو صدمہ نہ پہنچاؤ یا تم ایسے کام نہ کرو۔ تو اس میں خطاب عام مسلمانوں سے ہو گا۔ کیونکہ حضور تو ان سے پہلے ہی بیزار تھے ۵۔ معلوم ہوا کہ کفار کے ایسے کہہ دینے سے وہ کھیتیاں حرام نہ ہو گئیں بلکہ جو بتوں کے نام پر کی گئیں وہ بھی حلال ہی رہیں ورنہ اس آیت میں ان پر اس وجہ سے عتاب نہ ہوتا ۶۔ چنانچہ وہ بتوں کے نام پر چھوڑی ہوئی پیداوار میں سے بت خانوں کے پجاریوں اور بتوں کے خدام کو دیتے تھے ۷۔ جنہیں وہ لوگ بحیرہ' سائبہ' حامی کہتے تھے کہ ان جانوروں کو وہ بتوں کے نام پر ایسا چھوڑ دیتے تھے جیسے آج ہندو سانڈ بجار کو بعض موجودہ روافض گھوڑے کو کہ اس پر سواری وغیرہ نہ کرتے تھے' کچھ کام نہ لیتے تھے آج کل ضلع گجرات میں یہ بیماری پھیل رہی ہے کہ بعض جہلائے امام حسین کے نام پر گھوڑا چھوڑ دیا ہے جو صرف محرم میں جلوس نکالنے اور ساتھ میں سینہ کوٹنے کے وقت استعمال کیا جاتا ہے ۸۔ اس میں کفار کی چند بد عملیوں کا ذکر ہے۔ ایک تو اپنے بعض کھیتوں کو بتوں کے نام پر وقف کرنا کہ اس کی پیداوار صرف مرد کھائیں عورتیں نہ کھائیں اور وہ آمدنی صرف وہ کھائیں جو ان بتوں کے خدام ہیں دوسرے جانور چھوڑ دینا بتوں کے نام پر جیسے بحیرہ سائبہ وغیرہ جن سے کوئی کام نہ لیا جاوے نہ کسی کھیت سے انہیں ہٹایا جائے یہ دونوں کام تو شرک ہیں۔ مگر ان چیزوں کا کھانا حرام نہیں۔ اس لئے جہاد میں صحابہ کرام ان تمام چیزوں پر قبضہ کر کے استعمال فرماتے تھے۔ تیسرے بتوں کے نام پر ذبح کرنا۔ یہ کام بھی شرک ہے اور اس کا کھانا بھی حرام کیونکہ ما اهل به لغير الله میں داخل ہے۔ ۹۔ کفار عرب کا عقیدہ تھا کہ بحیرہ' سائبہ' اونٹنی کا بچہ اگر زندہ پیدا ہو تو صرف مرد کھا سکتے ہیں اور عورتیں نہیں کھا سکتیں اور اگر مردہ پیدا ہو تو عورت مرد سب کھا سکتے ہیں۔ اس آیت میں ان کے اس عقیدے کا ذکر ہے اور اس پر سخت وعید ہے ۱۰۔ شان نزول۔ قبیلہ ربیعہ اور مضر عام طور پر لڑکیوں کو قتل کر دیتے تھے۔ لڑکوں کو زندہ رکھتے تھے۔ دوسرے قبیلے لڑکوں بھی قتل کر ڈالتے تھے۔ ان کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری۔ یہ عمل دنیا و آخرت دونوں کی تباہی کا باعث ہے۔ حماقت تو دیکھو کہ کتے بلے پالے جاتے تھے انسان کے بچے ہلاک کئے جاتے تھے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب حمل میں جان پڑ جاوے تو گرانا حرام ہے کہ یہ بھی اولاد کا قتل ہے اس سے قبل ضرورت شرعی کی بنا پر جائز ہے (ردالمحتار) ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل ہر چیز میں اباحت ہے کیونکہ اللہ نے ہر چیز ہمارے رزق کے لئے پیدا فرمائی ان میں سے جسے حرام فرما دیا وہ حرام ہے اور جسے حلال فرمایا یا سکوت فرمایا وہ حلال ہے خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

۱۔ معلوم ہوا کہ بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانوروں یا کھیت کو حرام سمجھنا جھوٹ ہے اللہ پر بہتان ہے۔ وہ حلال نہیں کیونکہ رب نے ان کے اس حرام سمجھنے کو افتراء علی اللہ فرمایا۔ ۲۔ یعنی جو بے دین اپنے گناہوں کو خدا کی رضا کا سبب سمجھے اور کفرو شرک کو نجات کا ذریعہ جانے وہ کیسے ہدایت پر آوے ہدایت تو رب کے خوف سے ملتی ہے۔ انہیں ان کاموں میں بجائے خوف کے نجات کی امید ہے ۳۔ یعنی بعض بیل بوٹے ہیں اور بعض درخت جیسے خربوزے' تربوز وغیرہ اور جیسے آم سنگترہ وغیرہ۔ ان میں بعض بعض سے رنگ و بو میں مشابہ ہوتے ہیں جیسے انار' زیتون اور بعض مشابہ نہیں ہوتے ۴۔ یعنی ان کے پھلوں کو اپنی حماقت سے حرام نہ سمجھ لو' حلال ہیں۔ یا تقویٰ اس کا نام نہیں کہ اپنے پر مزے دار حلال چیزیں حرام کر لو۔ بلکہ تقویٰ اس کا نام ہے کہ حرام سے بچ جاؤ ۵۔ یہ آیت امام صاحب کی قوی دلیل ہے کہ ہر پیداوار میں زکوٰۃ ہے کم ہو یا زیادہ۔ اس کے پھل سال تک رہیں یا نہ رہیں کیونکہ رب نے بغیر قید سب پر فرمایا واتوا حقه يوم حصاده فرما کر بتایا کہ سونے چاندی کی طرح پیداوار کی زکوٰۃ میں سال بھر تک مالک کے پاس رہنا ضروری نہیں۔ کاٹتے ہی زکوٰۃ دینا واجب ہے خیال رہے کہ کھیت کے دانے سال بھر تک ٹھہر جاتے ہیں مگر باغوں کے پھل نہیں ٹھہرتے لیکن ان سب کے متعلق فرمایا کہ ان کی پیداوار کی زکوٰۃ دو ۶۔ ناجائز جگہ خرچ کرنا بھی بیجا خرچ ہے اور سارا مال خیرات کر کے بال بچوں کو فقیر بنا دینا بھی بیجا خرچ ہے ضرورت سے زیادہ خرچ بھی بیجا خرچ ہے۔ اسی لئے اعضاء وضو کو چار بار دھونا اسراف مانا گیا ہے ۷۔ بیل تو بوجھ لادتے ہیں بکری' مرغی زمین پر بچھے ہیں۔ دونوں حلال ہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جانوروں کو بلا دلیل حرام مان لینا شیطان کا اتباع ہے۔ جسے اللہ نے حرام نہ کیا وہ حلال ہی ہے۔ لہٰذا بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور یا کھیت اگر مسلمان کے قبضہ میں جائز طریقہ سے آجاویں تو ان کا کھانا حلال ہے جب خود گنگا کا پانی اور گائے کا گوشت حرام نہیں جو مشرکوں کے بت ہیں تو ان کی نسبت حرمت کیسے پیدا کر دے گی ۹۔ یعنی اونٹ' گائے' بھیڑ' بکری کے جوڑے آیا ان کے صرف نر حرام ہیں یا صرف مادہ یا نر و مادہ دونوں جس کو حرام کہتے ہو اس کی دلیل لاؤ۔ اس کا ذکر اگلی آیت میں ہے ۱۰۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے بھیڑ' بکری کے نہ تو نر بچے حرام کئے نہ مادہ تم کبھی نر کبھی مادہ کو حرام کر لیتے ہو۔ یہ تمہاری افتراء ہے ۱۱۔ یہاں علم سے مراد یقینی علم ہے ظن و گمان کا مقابل۔ معلوم ہوا کہ حرمت میں گمان کافی نہیں یقین ضروری ہے۔ ۱۲۔ یعنی اگر ان جانوروں کو حرام مانتے ہو۔ تم سچے ہو تو اس حرمت کی قطعی یقینی دلیل لاؤ۔ معلوم ہوا کہ حلت کے مدعی سے دلیل نہ مانگی جاوے گی بلکہ حرمت کے مدعی پر دلیل لانا لازم ہے۔ آج کل وہابی ہم سے ہر چیز کی حلت پر دلیل مانگتے ہیں اور خود حرمت کی دلیل نہیں پیش کرتے۔ یہ اصول قرآن کے صریح خلاف ہے۔ دیکھو رب نے ان جانوروں کے حرام ماننے والوں سے دلیل مانگی۔

اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ

باندھتے ہوئے بے شک وہ بہکے اور راہ نہ پائی اور وہی ہے جس

اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ

نے پیدا کئے باغ کچھ زمین پر چھئے ہوئے اور کچھ بے چھئے اور کھجور

وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ

اور کھیتی جس میں رنگ رنگ کے کھانے اور زیتون اور انار کسی

مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ

بات میں ملتے اور کسی میں الگ کھاؤ اس کا پھل جب پھل لائے

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ

اور اس کا حق دو جس دن کٹے اور بے جا نہ خرچو بیشک بے جا خرچنے والے

الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا

اسے پسند نہیں اور مویشی میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے اور کچھ زمین پر بچھے کھاؤ اس

مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ

میں سے جو اللہ نے تمہیں روزی دی اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ

بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے آٹھ نر و مادہ ایک جوڑ

اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ

بھیڑ کا اور ایک جوڑ بکری کا تم فرماؤ کیا اس نے دونوں نر حرام کئے

اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ

یا دونوں مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں

الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

لئے ہیں کسی علم سے بتاؤ اگر تم سچے ہو

۱۔ شان نزول۔ ایک بار مالک بن عوف جشمی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ ہم نے سنا ہے کہ آپ ان چیزوں کو منع کرتے ہیں جو ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں۔ تو حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ نر و مادہ اپنے بندوں کے کھانے کے لئے پیدا فرمائے۔ تم نے ان میں سے بعض کو بلا دلیل حرام کر دیا۔ اچھا بتاؤ جن جانوروں کو تم حرام کہتے ہو ان کی حرمت نر کی طرف سے آئی ہے یا مادہ کی طرف سے۔ مالک ابن عوف اس سوال کا جواب نہ دے سکا اور حیران ہو گیا۔ اس کی تائید میں یہ آیت اتری (خزائن العرفان) ۲۔ یعنی تم سے رب نے براہ راست فرمایا نہیں اور پیغمبر کے ذریعے ان جانوروں کی حرمت آئی نہیں تو اب حرام ہونے کی کیا سبیل رہی۔ لہٰذا تمہارا یہ قول نرا جھوٹ اور بہتان ہے۔ اور جو اللہ پر بہتان باندھے وہ سب سے بڑا ظالم ہے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ ان آیات سے موجودہ وہابیوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو بلا دلیل حلال چیزوں کو حرام کہہ دیتے ہیں ۳۔ یعنی جب تک ظالم ظالم رہے، اسے اللہ راہ نہیں دکھاتا اور جب راہ دکھانے کا وقت آتا ہے تو بندہ ظالم نہیں رہتا۔ یا یہ مطلب ہے کہ کافر کو درست اعمال کرنے کی راہ نہیں ملتی۔ اعمال کی راہ ایمان کے بعد ملتی ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی حرمت شریعت میں نہ ملے وہ حلال ہے حلال ہونے کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہاں حرام نہ پانے کو حلت کی دلیل بنایا گیا کہ چونکہ وحی الٰہی میں ان چیزوں کی حرمت نہ آئی لہٰذا حرام نہیں۔ ۵۔ یہ حصر اضافی ہے یعنی تمہارے بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور حرام نہیں۔ اسلام میں صرف یہ جانور حرام ہیں اور بتوں والا جانور ان کے سوا ہے لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کتا بلا وغیرہ حلال ہو جاوے ۶۔ معلوم ہوا کہ جما ہوا خون یعنی تلی کلیجی حلال ہے کیونکہ یہ بہتا ہوا خون نہیں خیال رہے کہ اگر بہتا ہوا خون نکل کر جم جاوے وہ بھی حرام ہے کہ وہ بہتا ہوا ہی ہے اگرچہ عارضی طور پر جم گیا۔ ۷۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر نجس چیز حرام ہے۔ مگر ہر حرام چیز نجس نہیں۔ دوسرے یہ کہ سور کی ہر چیز کھال وغیرہ سب حرام ہے کیونکہ وہ کل نجس عین ہے۔ تیسرے یہ کہ سور کی کوئی چیز ذبح یا پکانے سے پاک نہیں ہو سکتی۔ جیسے پاخانہ۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جانور کی زندگی میں اس پر کسی کے نام پکارنے کا اعتبار نہیں بوقت ذبح کا اعتبار ہے۔ اس لئے یہاں دعی نہ فرمایا اھل فرمایا دوسرے یہ کہ بتوں کے نام پر جانور ذبح کرنا فسق اعتقادی یعنی کفر ہے اس لئے یہاں فسقا ارشاد ہوا۔ ۹۔ اس طرح کہ اس کے لئے اس مجبوری میں یہ چیزیں حلال ہوں گی یا اگر اندازے میں غلطی کر کے ضرورت سے زیادہ ایک آدھ لقمہ کھا لے تو پکڑ نہ ہو گی ۱۰۔ یہاں ناخن سے مراد انگلی ہے خواہ انگلیاں بیچ سے پھٹی ہوں جیسے کتا اور درندے یا نہ پھٹی ہوں بلکہ کھر کی صورت میں ہوں جیسے اونٹ اور بطخ شتر مرغ وغیرہ، ہماری شریعت میں شتر مرغ اونٹ وغیرہ حلال ہیں ۱۱۔ یعنی یہود پر ان کی سرکشی کے باعث گائے، بکری کا گوشت وغیرہ حلال تھے مگر چربی حرام تھی۔

وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ

اور ایک جوڑا اونٹ کا اور ایک جوڑا گائے کا تم فرماؤ کیا اس نے دونوں نر

حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ

حرام کئے یا دونوں مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں

الْأُنثَيَيْنِ ۖ أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللَّهُ بِهَٰذَا ۚ

لئے ہیں ۱ کیا تم موجود تھے جب اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا ۲

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے کہ لوگوں کو اپنی جہالت سے

بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٤٤﴾ قُل

گمراہ کرے بیشک اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا ۳ تم فرماؤ

لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ

میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام ۴

إِلَّا أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ

مگر یہ کہ مردار ہو ۵ یا رگوں کا بہتا خون ۶ یا بد جانوروں کا گوشت کہ

فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ

نجاست ہے ۷ یا بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا ۸ تو جو ناچار ہوا

غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤٥﴾ وَعَلَى

نہ یوں کہ آپ خواہش کرے اور نہ یوں کہ ضرورت سے بڑھے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۹

الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَ

اور یہودیوں پر ہم نے حرام کیا ہر ناخن والا جانور ۱۰ اور گائے اور بکری کی

الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ

چربی ان پر حرام کی ۱۱ مگر جو ان کی پیٹھ میں

ا۔ معلوم ہوا کہ گزشتہ شریعتوں کے وہ احکام جو بطور سزا جاری کئے گئے تھے وہ ہمارے لئے لائق عمل نہیں اگرچہ نص میں مذکور ہو جاویں کیونکہ یہ امت مرحومہ ہے پچھلی امتوں کے سخت احکام ہم پر جاری نہیں۔ دیکھو یہود کو حق تعالیٰ نے ان کی سرکشی کے باعث ان طیب چیزوں سے محروم کر دیا تھا اونٹ شتر مرغ بطخ اور گائے بکری کی چربی۔ مگر یہ سب چیزیں ہمارے دین میں حلال ہیں اس پر ساری امت کا اجماع ہے ۲۔ یعنی نبی کو جھوٹا کہنا عذاب کا باعث ہے لیکن پھر تم پر عذاب جلد نہ آنا اس لئے ہے کہ یہ نبی رحمت والے ہیں رب رحیم ہے اس کے حلم سے دھوکا نہ کھاؤ ۳۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ مشرک جو آئندہ کہنے والے تھے' اس سے پہلے ہی خبردار کر دیا

ظُهُورُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ

لگی ہو یا آنت یا ہڈی سے ملی ہو ہم نے یہ ان کی سرکشی کا

جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿١٤٦﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ

بدلہ دیا ل‍ا اور بیشک ہم ضرور سچے ہیں پھر اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو

فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ

تم فرماؤ کہ تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے ت‍ا اور اس کا عذاب مجرموں پر

الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٤٧﴾ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ

سے نہیں ٹالا جاتا ۳ اب کہیں گے مشرک کہ اللہ

شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ؕ

چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے ت‍ا نہ ہمارے باپ دادا نہ ہم کچھ حرام ٹھہراتے ل‍ہ

كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ

ایسا ہی ان سے اگلوں نے جھٹلایا تھا یہاں تک کہ ہمارا عذاب چکھا ل‍ہ

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ

تم فرماؤ کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے کہ اسے ہمارے لئے نکالو ل‍ہ تم تو نرے گمان

اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿١٤٨﴾ قُلْ فَلِلّٰهِ

کے پیچھے ہو اور تم یوں ہی تخمینے کرتے ہو ل‍ہ تم فرماؤ تو اللہ ہی کی

الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٤٩﴾

حجت پوری ہے ل‍ہ تو وہ چاہتا تو سب کی ہدایت فرماتا ل‍ہ

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ

تم فرماؤ لاؤ اپنے وہ گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ نے اسے

حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ

حرام کیا ل‍ا پھر اگر وہ گواہی دے بیٹھیں تو تو اے سننے والے ان کے ساتھ گواہی نہ دینا ۱۲

۴۔ اس آیت میں مشیت سے مراد رضا مندی ہے اسی لئے ان کی تردید کی گئی ورنہ دنیا کی ہر خیر و شر رب کے ارادے سے ہے۔ وہ کفار یہ کہتے تھے کہ رب ہمارے کفر سے راضی ہے لہٰذا جھوٹے تھے۔ کفار مشیت اور رضا میں فرق نہ کر سکے۔ حالانکہ مشیت اور ہے رضا کچھ اور' دنیا کی ہر چیز اور ہمارا ہر کام اللہ کے ارادے اور اس کی مشیت سے ہے مگر ہر کام اس کی رضا سے نہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ گناہوں کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کرنا سخت عذاب کا سبب ہے۔ انہوں نے کفر کیا اور کہا کہ کفر سے رب راضی ہے اس لئے سخت عذاب کے مستحق ہوئے ۶۔ خیال رہے کہ رب کی مرضی وہی ہے جو پیغمبر کے ذریعہ معلوم ہو۔ مشیت ظاہر فرمانے کے لئے پیغمبر نہیں بھیجے جاتے۔ اگر خدا ان سے راضی ہوتا تو نبی کے ذریعے اس کا اعلان فرما دیتا۔ مشیت اور ہے' مرضی کچھ اور ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے کا جھوٹ ظاہر کرنے کے لئے اس سے دلیل مانگنا جائز ہے۔ لہٰذا جھوٹے نبی سے معجزہ مانگنا تاکہ اس کا جھوٹ ظاہر ہو' نجومی سے غیبی خبر پوچھنا تاکہ وہ رسوا ہو جائز بلکہ ثواب ہے۔ ہاں اگر تصدیق یا شبہ کی بنا پر ہو تو کفر ہے لہٰذا قرآن کریم کی یہ آیت بالکل ظاہر ہے اور فقہا کا فتویٰ اس کے خلاف نہیں۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ عقائد میں تخمینے قیاس' اٹکل کافی نہیں۔ اس کے لئے یقین شرعی درکار ہے۔ ۹۔ جو رسولوں کی معرفت دنیا میں بھیجی گئی اس کے مقابل ظن' قیاس گمان' سب بیکار ہیں۔ ان کا ماننا کفر ہے ۱۰۔ اس طرح کہ تم سب کو ایمان کی توفیق بخشتا۔ یہاں ہدایت سے مراد راہ دکھانا نہیں ہے کہ وہ تو سب کو دی گئی ہے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ جس چیز کی حرمت نہ دکھائی جا سکے وہ حلال ہے اور یہاں شہداء سے مراد کتاب اللہ کی آیات یا ان کے پیغمبروں کے اقوال ہیں نہ کہ خود ان کی بکواس۔ جیسا کہ اگلی آیت میں ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے کی تصدیق کرنا' اس کی وکالت کرنا۔ اس کے کام پر بے شک کہنا یا خوشی کا اظہار کرنا یا تصدیق کے لئے سر ہلانا سب حرام ہے کہ یہ ان کے ساتھ گواہی دینا ہے۔ گناہ کی امداد کرنا بھی گناہ ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو اپنا سردار و پیشوا بنانا' ان کی اطاعت کرنا حرام ہے الا بالضرورۃ ایسے ہی ان کے بُرے قانون پر عمل کرنا منع ہے الا بالعذر اور جو قانون خلاف اسلام ہوں' انہیں درست سمجھنا کفر ہے اسلامی قانون ہے چور کے ہاتھ کاٹنا۔ کفار کا قانون ہے چور کو قید کرنا۔ جو قید کو اچھا سمجھے' ہاتھ کاٹنے کو برا وہ کافر ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی خواہشات نفسانی میں ان کی پیروی حرام ہے۔ نبی کی خواہش رحمانی ہے اس کی پیروی جائز بھی مستحب بھی واجب ہوتی ہے اور اسے اھواء نہیں کہہ سکتے۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۳۔ توریت و انجیل میں' اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کی تعلیم سے

اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اور ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا جو ہماری آیتیں جھٹلاتے ہیں ۱ اور جو آخرت پر ایمان

بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ

نہیں لاتے اور اپنے رب کا برابر والا ٹھہراتے ہیں ۲ تم فرماؤ آؤ میں تمہیں

مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ

پڑھ سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا ۳ یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ

اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ

بھلائی کرو ۴ اور اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث ۵ ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق

وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا

دیں گے ۶ اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو

بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ

چھپی ۷ اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو ۸

ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ

یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو اور یتیموں کے مال کے پاس

الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا

نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقہ سے جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے ۹ اور ناپ

الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ

اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو ۱۰ ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کے

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ

مقدور بھر ۱۱ اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو ۱۲ اور اللہ ہی کا

اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَاَنَّ هٰذَا

عہد پورا کرو ۱۳ یہ تمہیں تاکید فرمائی کہ کہیں تم نصیحت مانو ۱۴ اور یہ کہ یہ ہے

پچھلی کتابیں جانتے ہیں۔ یا قرآن میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار عقائد کے اور بعض اعمال کے مکلف ہیں۔ لہٰذا انہیں بچوں کو قتل کرنے عورت کو ستی ہونے' زنا جوئے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۴۔ معلوم ہوا کہ ماں باپ اگرچہ کافر ہوں ان کا حق مادری پدری ادا کرنا ضروری ہے۔ اس احسان میں تمام قسم کے اچھے سلوک داخل ہیں۔ ان کا ادب لحاظ' ان پر ضرورت کے وقت مال خرچ کرنا بعد وفات ان کی فاتحہ و ختم سب ہی داخل ہیں ۵۔ اس میں ان لوگوں سے خطاب ہے جو غریبی کی وجہ سے لڑکے لڑکیوں کو قتل کر ڈالتے تھے۔ جو مالدار صرف لڑکیوں کو قتل کرتے تھے ان کا ذکر دوسری آیات میں ہے لہٰذا من املاق کی قید بیان واقعہ کے لئے ہے احترازی نہیں ۶۔ یعنی تم اور تمہاری اولاد ہمارے بندے ہیں ان کا رزق ہمارے ذمہ کرم پر ہے تم کیوں انہیں قتل کرتے ہو۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظاہر میں نیک رہنا' چھپ کر گناہ کرنا تقویٰ نہیں بلکہ ریاکاری ہے تقویٰ یہ ہے کہ ہر حال میں رب سے خوف کرے۔ ریاکار کھلے فاسق سے زیادہ خطرناک ہے۔ شعر

تن اجلا من کالا بگلے کے سے بھیک
اس سے تو کانگا بھلا کہ اوپر نیچے ایک

رب تعالیٰ صحیح تقویٰ نصیب فرماوے۔ آمین! ۸۔ جو مسلمان قتل کا مستحق ہو جاوے۔ جیسے مرتد زانی قاتل اسے قتل کرنا حق ہے مگر یہ حق حاکم کو پہنچتا ہے۔ ہر مسلمان قتل نہیں کر سکتا ۹۔ اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف نابالغ بچے کو یتیم کہہ سکتے ہیں بالغ یتیم نہیں جیسا کہ حتی یبلغ سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ یتیم وہ انسان کا بچہ ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو۔ مگر جانوروں میں یتیم وہ بچہ جس کی ماں فوت ہو گئی ہو۔ موتی وہ یتیم ہے جو سیپ میں اکیلا ہو تیسرے یہ کہ یتیم کا ولی' یتیم کے مال میں ہر وہ تصرف کر سکتا ہے جس میں یتیم کا نفع ہو۔ وہ کام ہرگز نہیں کر سکتا جس میں یتیم کا نقصان ہو۔ اس سے صدہا مسائل نکل سکتے ہیں یتیم کے مال میں زکوٰۃ نہیں ۱۰۔ اس طرح کہ کم نہ تولو زیادہ تول کر دینا یا خود کم تول کر لینا ممنوع نہیں۔ یعنی دوسرے کا نقصان نہیں کرنا چاہیے خود اپنے پر نقصان برداشت کرنا بھی محمود ہے ۱۱۔ یعنی اگر بغیر قصد ناپ تول میں معمولی فرق ہو گیا یا یتیم کا کچھ مال بغیر ارادہ اپنے استعمال میں آ گیا تو اس کی معافی ہے ورنہ طاقت سے زیادہ بندوں پر بوجھ ہو جاوے گا۔ اعمال کی سزا جزاء میں نیت کا بڑا دخل ہے۔ ۱۲۔ خواہ گواہی دو یا فتویٰ یا حاکم بن کر فیصلہ کرو کچھ بھی ہو انصاف سے ہو اس میں قرابت یا وجاہت کا لحاظ نہ ہو سبحان اللہ اس آیت کی تفسیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی زندگی شریف ہے یہ ہی عدل و انصاف مومن کا طرہ امتیاز ہے جسے آج ہم کھو بیٹھے۔ غرضیکہ عدل اور ہے سلوک اور حسن معاشرت کچھ اور۔ ۱۳۔ خواہ رب سے عہد کیا ہو یا رب کا نام لے کر نبی سے شیخ سے یا کسی اور مخلوق سے۔ سب کا پورا کرنا لازم ہے۔

صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ

میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو ۱ اور اور راہیں نہ چلو ۲ کہ تمہیں

فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ

اس کی راہ سے جدا کر دیں گی ۳ یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِیْۤ

پرہیزگاری ملے پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی ۴ پورا احسان کرنے

اَحْسَنَ وَتَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً

کو اس پر جو نکوکار ہے اور ہر چیز کی تفصیل ۵ اور ہدایت اور رحمت کہ

لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ

کہیں وہ اپنے رب کے ملنے پر ایمان لائیں اور یہ برکت والی کتاب ہم نے

مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْۤا

اتاری ۵ تو اس کی پیروی کرو اور پرہیزگاری کرو کہ تم پر رحم ہو ۶ کبھی کہو کہ

اِنَّمَاۤ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ

کتاب تو ہم سے پہلے دو گروہوں پر اتری تھی اور ہمیں ان کے

كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِیْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّاۤ اُنْزِلَ

پڑھنے پڑھانے کی کچھ خبر نہ تھی ۷ یا کہو کہ اگر ہم پر کتاب اترتی

عَلَیْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّاۤ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَیِّنَةٌ

تو ہم ان سے زیادہ ٹھیک راہ پر ہوتے ۸ تو تمہارے پاس تمہارے رب

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ

کی روشن دلیل اور ہدایت اور رحمت آئی ۹ تو اس سے زیادہ ظالم کون ۱۰

كَذَّبَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ؕ سَنَجْزِی الَّذِیْنَ

جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے اور ان سے منہ پھیرے ۱۱ عنقریب وہ جو ہماری آیتوں سے

Page-236.bmp

(بقیہ صفحہ ۲۳۵) اس لئے نکاح کے وقت دولہا دلہن کو کلمے پڑھاتے ہیں تا کہ ان کے عہد' عبد اللہ بن جاویں ۱۴۔ وصیت' مرتے وقت کے اس کلام کو کہا جاتا ہے جس کا تعلق موت کے بعد سے ہو۔ چونکہ اہل عرب وصیت پورا کرنے کا بہت ہی زیادہ اہتمام کرتے تھے اس لئے ہر تاکیدی حکم کو وصیت کہہ دیا جاتا ہے۔ ورنہ رب تعالیٰ وصیت کے ظاہری معنی سے پاک ہے کیونکہ وہ موت سے پاک ہے یعنی یہ ایسا تاکیدی حکم ہے۔ جیسے تمہارے نزدیک وصیت۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عقائد کی درستی عبادت کی ادائیگی معاملات کی صفائی اور حقوق کا ادا کرنا سیدھا راستہ ہے۔ جو ان تینوں میں سے کسی میں کوتاہی کرے وہ سیدھے راستے پر نہیں۔ عبادات اور معاملات دو بازوؤں کی طرح ہیں جن میں سے ایک کے بغیر اڑنا ناممکن ہے۔ ۲۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ معاملات کی خرابی عبادات کی خرابی تک پہنچا دیتی ہے اور عبادات کی خرابی کبھی عقائد کی خرابی کا ذریعہ بن جاتی ہے ترک مستحب ترک سنت کا اور ترک سنت ترک فرض کا ذریعہ ہے چور کو پہلے دروازے پر ہی روکو۔ اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے ۳۔ یعنی توریت شریف سب سے پہلے کتاب الٰہی موسیٰ علیہ السلام کو ہی عطا ہوئی۔ اس سے پہلے پیغمبروں کو صحیفے ملتے تھے۔ یہاں ثم ترتیب ذکری کے لئے ہے یعنی پھر یہ بھی یاد رکھو کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل کو بھی ایسی ہدایات کے لئے توریت دی گئی تھی تا کہ جو اس پر عمل کرے اس پر رب کی نعمت پوری ہو جاوے ۴۔ خیال رہے کہ اولاً" توریت ہر چیز کی تفصیل تھی پھر موسیٰ علیہ السلام نے جب تختیاں جوش غضب سے پٹخ دیں تو توریت کا بہت سا حصہ اٹھا لیا گیا۔ اب اس میں صرف احکام باقی رہے تفصیل اٹھالی گئی۔ رب فرماتا ہے وَاَخَذَ الْاَلْوَاحَ وَفِیْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ یَرْهَبُوْنَ یہاں تفصیل کا ذکر نہ آیا لہٰذا دونوں آیتوں میں تعارض نہیں ہمارا قرآن شریف تفصیل کل شئی آیا اور باقی رہا۔ ۵۔ قرآن اس لئے مبارک ہے کہ مبارک فرشتہ اسے لایا مبارک مہینے رمضان میں لایا مبارک ذات پر اترا رب و مربوب کے درمیان وسیلہ ہے جس کام پر اس کی آیات پڑھ دی جاویں۔ اس میں برکت ہو جاوے ۶۔ یعنی اگر رب کی رحمت چاہتے ہو تو قلب و قالب دونوں کو درست کرو۔ قالب تو قرآن کی پیروی سے اور قلب تقویٰ سے درست ہوں گے۔ خیال رہے کہ حدیث کی یا علماء امت کی پیروی بالواسطہ قرآن کریم کی پیروی ہے۔ رب فرماتا ہے اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں یہ بھی خیال رہے کہ شریعت چار چیزوں کا نام ہے۔ قرآن' حدیث' اجماع امت' قیاس مجتہد ۷۔ یعنی عربی میں قرآن اس لئے اتارا تا کہ تمہیں یہ کہنے کی گنجائش نہ ہو کہ ہمارے عرب میں کوئی نبی نہ آیا جو کتابیں توریت و انجیل آئیں وہ عبرانی زبان میں تھیں جس کو ہم سمجھ نہ سکتے تھے۔ پھر ہدایت پر کیسے آتے اب تمہیں کوئی عذر باقی نہ رہا۔ تم یہود نصاریٰ کے محتاج نہ رہے ۸۔ شان نزول۔ کفار عرب کی ایک جماعت نے کہا تھا کہ توریت و انجیل یہود و نصاریٰ پر اتریں مگر وہ بے عقل ہدایت حاصل نہ کر سکے۔ اگر ہم پر کتاب آتی تو ہم بہت نفع اٹھاتے کیونکہ ہم ان کی طرح بے وقوف نہیں۔ یہ آیت کریمہ ان کے جواب میں آئی (خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ اپنی عقل پر اعتماد نہ چاہیے۔ رب کے فضل پر بھروسہ کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ شیخی مارنے والے بھی کافر ہی رہے ایمان نہ لائے۔ اس لئے کہ انہوں نے عقل پر بھروسہ کیا۔ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کریم دلیل بھی ہے ہدایت بھی رحمت بھی۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

(بقیہ صفحہ ۲۳۶) ان تمام صفات سے موصوف ہیں۔ دوسرے یہ کہ قرآن دنیا میں ہر ایک کے پاس اور ہر ایک کے لئے آیا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے پاس پہنچے ۱۰۔ یعنی سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو نبی کے معجزات اور ان کی کتابوں کا انکار کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے کہ اسے دائمی عذاب کا مستحق بناتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کفر تمام کبیرہ گناہوں سے بڑا گناہ ہے ۱۱۔ اس طرح کہ انہیں نہ مانے۔ معلوم ہوا کہ نبی کو جھٹلانے والا اور انہیں نہ ماننے والا کفر میں برابر ہیں۔ جھٹلانا تو یہ ہے کہ انہیں جھوٹا کہے۔ نہ ماننا یہ ہے کہ نہ انہیں جھوٹا کہے نہ سچا۔ ان کی فرمانبرداری نہ کرے۔ دونوں کافر ہیں۔

يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا

منہ پھیرتے ہیں ہم انہیں برے عذاب کی سزا دیں گے ۱ بدلہ ان کے

يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

منہ پھیرنے کا کاہے کے انتظار میں ہیں مگر یہ کہ آئیں ان کے پاس فرشتے

اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ

یا تمہارے رب کا عذاب ۲ یا تمہارے رب کی ایک نشانی آئے جس دن تمہارے

بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ

رب کی وہ ایک نشانی آئے گی کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا ۳ جو پہلے

اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ

ایمان نہ لائی تھی یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی تھی ۴ تم فرماؤ

انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ

رستہ دیکھو ہم بھی دیکھتے ہیں ۵ وہ جنہوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں ۶

وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى

اور کئی گروہ ہوگئے ۷ اے محبوب تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں ۸ ان کا معاملہ اللہ ہی

اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَآءَ

کے حوالے ہے پھر وہ انہیں بتادے گا جو کچھ وہ کرتے تھے جو ایک

بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ

نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں ۹ اور جو برائی لائے تو

فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِيْ

اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اسکے برابر ۱۰ اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۱۱ تم فرماؤ بیشک

هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا

مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی ۱۲ ٹھیک دین ابراہیم

۱۔ یا دنیا میں جنگ بدر وغیرہ کے موقع پر یا برزخ میں عذاب قبر یا آخرت میں عذاب دوزخ۔ ۲۔ یہاں فرشتوں سے مراد موت کے فرشتے ہیں جو جان کنی کے وقت مردے کے پاس آتے ہیں۔ اور ایک نشان سے مراد آفتاب کا پچھم سے نکلنا ہے۔ اس وقت ہر شخص ایمان لے آئے گا۔ مگر اس وقت کا ایمان قبول نہ ہوگا ۳۔ یعنی جو پہلے کافر رہا ہو اور اب آفتاب مغرب سے نکلتا ہوا دیکھ کر ایمان لائے تو معتبر نہیں ورنہ جو بچے اس کے بعد پیدا ہوں ان کا ایمان معتبر ہونا چاہیے اور وہ ایمان کے مکلف ہونے چاہئیں۔ بعض روایات میں ہے کہ اس علامت کے بعد توالد بند ہو جائے گا۔ عورتیں بانجھ ہو جاویں گی۔ پھر اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۴۔ یعنی کافر کو یہ نشان دیکھ کر نہ ایمان لانا فائدہ دے نہ نیک اعمال توبہ وغیرہ جواب شروع کرے۔ پرانے مومن کی نیکیاں فائدہ مند ہوں گی (روح البیان) ۵۔ یعنی اے کافرو تم ہماری ہلاکت کا انتظار کرو ہم تم پر عذاب آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ آئندہ معلوم ہو جاوے گا کہ کس کا انتظار صحیح تھا کس کا غلط۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ کافر ہلاک ہوئے مسلمان غالب ۶۔ یعنی پیغمبر کا بتایا ہوا راستہ چھوڑ کر دین میں اور راستے اپنی رائے سے نکال لئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین میں نئے عقیدے گھڑنا اور انہیں اسلامی عقیدہ جاننا سخت بے دینی ہے ۷۔ یہود کے اکہتر فرقے ہوئے۔ عیسائیوں کے بہتر' مسلمانوں کے تہتر فرقے ہوں گے۔ ایک جنتی باقی دوزخی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ان میں سے ہر ناری فرقے سے حضور بیزار ہیں اس لئے ان میں کوئی ولی نہیں ہوتا جس شاخ کا تعلق جڑ سے نہ ہو اس میں پھل پھول نہیں آتے۔ ناجی فرقے کا تعلق حضور سے رہے گا۔ اس میں ہمیشہ اولیاء اللہ ہوتے رہیں گے ۸۔ یعنی جو یہود و نصاریٰ دین میں فرقے بنا چکے' آپ ان سے بھی بیزار ہیں۔ وہ سب جہنمی ہیں۔ سوائے ان کے جو آپ کے راستہ پر ہوں۔ ۹۔ یہ قانون ہے اور اس سے زیادہ ہزار ہا گنا تک عطا فرمانا رب کا فضل ہے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ ۱۰۔ خیال رہے کہ گمراہ کرنے والے کا گناہ سب گمراہوں کے برابر ہونا۔ یہ اس جرم کی مثل ہی ہے۔ مثل وہ جسے قانون مثل کہے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۱۔ اس طرح کہ انہیں جرم سے زیادہ سزا دے دی جاوے یا بغیر جرم کئے عذاب دیا جاوے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے جو بچپن میں فوت ہو جاویں وہ دوزخی نہیں کیونکہ انہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ ظلم کے دو معنی ہیں۔ (۱) کسی غیر کی چیز میں بلا اجازت تصرف کرنا۔ (۲) بے قصور کو سزا دے دینا یا کام کرا کر اس کی اجرت نہ دینا۔ ان جیسی آیات میں ظلم کے دوسرے معنی مراد ہیں اور حدیث پاک کہ اگر خدا تمام دنیا کو دوزخ میں بھیج دے تو ظالم نہیں وہاں ظلم کے پہلے معنی مراد ہیں۔ ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کو بلاواسطہ رب نے ہدایت دی۔ عقائد' اعمال ہر قسم کی' دوسرے یہ کہ حضور اول سے

(بقیہ صفحہ ۲۳۷) ہدایت پر تھے ایک آن کے لئے اس سے دور نہ ہوئے۔ جو ایک آن کے لئے بھی حضور کو ہدایت سے علیحدہ مانے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ حضور سب کے ہادی ہیں کسی کے مہدی نہیں۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبروں سے کفار کے الزام اٹھانا سنت الٰہیہ ہے جو ان کی عزت و عظمت پر اپنی جان و مال، تحریر و تقریر صرف کرتا ہے وہ اللہ کے نزدیک بہت مقبول ہے۔ دیکھو رب نے ابراہیم علیہ السلام سے کفار کا یہ طعن دفع فرمایا کہ آپ معاذ اللہ مشرک تھے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ بدنی عبادات نماز وغیرہ مالی عبادات سے

مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾

کی ملت جو ہر باطل سے جدا تھے اور مشرک نہ تھے ۱

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ

تم فرماؤ بیشک میری نماز اور میری قربانیاں ۲ اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ

لئے ہے جو رب سارے جہان کا ۳ اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ہوا ہے

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ

اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ۴ تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا اور رب

رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ

چاہوں ۵ حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے اور جو کوئی کچھ کمائے وہ اسی کے

اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ

ذمہ ہے ۶ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان، دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی ۷

اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

پھر تمہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے وہ تمہیں بتا دے گا جس میں اختلاف

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ

کرتے تھے ۸ اور وہی ہے جس نے زمین میں تمہیں نائب

الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ

کیا ۹ اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی دی ۱۰

لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۗ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ

کہ تمہیں آزمائے اس چیز میں جو تمہیں عطا کی۔ بیشک تمہارے رب کو عذاب کرتے

الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۵﴾

دیر نہیں لگتی ۱۱ اور بیشک وہ ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

افضل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کا ذکر قربانی سے پہلے کیا ۳۔ یعنی میری زندگی حیات دنیا نہیں بلکہ حیات دینی ہے۔ حیات دنیا وہ ہے جو رب سے غافل کرے اور دنیاوی کاروبار میں صرف ہو۔ اللہ کے لئے زندگی وہ ہے جو رب کے کاموں کے لئے وقف ہو۔ جئے تو دین کی خدمت اور رب کی یاد میں۔ مرے تو رب کی اطاعت کرتا ہوا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اپنے تقویٰ طہارت کو لوگوں پر ظاہر کرنا ریا نہیں بلکہ اس کا اعلان ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کو علم تھا کہ ہماری آئندہ زندگی اور ہماری وفات حق پر ہو گی۔ یہ علوم خمسہ غیبیہ میں سے ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ ساری مخلوق میں سب سے پہلے مومن حضور ہیں۔ حضرت جبریل و میکائیل سے پہلے بھی آپ عابد بلکہ نبی تھے۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں سب سے پہلے حضور نے بلیٰ فرمایا تھا۔ پھر اور انبیاء نے پھر دوسرے لوگوں نے ۵۔ شان نزول: ولید بن مغیرہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آپ ہمارے دین کی طرف لوٹ آئیں۔ اگر اس میں کچھ گناہ ہوا تو میں اپنے ذمہ لے لوں گا۔ آپ بری الذمہ ہوں گے۔ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ گناہ کر کے دوسرے کو اس کا عذاب بخشنا ناجائز ہے۔ اسے نیکی پر قیاس نہیں کر سکتے۔ نیک اعمال کا ثواب بخشنا جائز بلکہ سنت ہے ۷۔ اس طرح کہ مجرم بالکل بری ہو جاوے۔ ورنہ جرم کرانے والا ضرور مجرم کے ساتھ مجرم ہو گا۔ رب فرماتا وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ مگر وہ بوجھ اس کا اپنا ہو گا جرم کرانے کا نہ کہ دوسرے کا۔ اسی طرح جرم کا موجد تمام مجرموں کے برابر سزا پاوے گا۔ مگر وہ سزا بھی اپنے ایجاد جرم کی ہو گی یا یہ مطلب ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ اٹھانے پر بخوشی تیار نہ ہو گا۔ رب کی طرف سے اس پر ڈال دیا جاوے گا۔ لہٰذا آیات کا آپس میں اور آیات و حدیث میں کوئی تعارض نہیں ۸۔ رب کا عملی فیصلہ قیامت میں ہو گا۔ قولی فیصلہ دنیا میں بھی ہو چکا ہے ۹۔ اس طرح کہ تم ساری امتوں کے پیچھے آئے اور تم آخر الامم ہوئے۔ تم سب کے خلیفہ ہو۔ تمہارا خلیفہ کوئی امت نہ ہو گی ۱۰۔ معلوم ہوا کہ دین و دنیا دونوں لحاظ سے انسان یکساں نہیں آپس میں فرق ہے۔ نبیوں میں ولیوں میں مسلمانوں میں فرق مراتب۔ انہی مراتب پر ایمان لانا مسلمان ہونے کی شرط ہے۔ رب فرماتا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۱۱۔ یہ اس کی قدرت کا بیان ہے اور دیر لگنا اور عذاب نہ آنا گناہوں کے باوجود اس کی رحمت ہے۔ قدرت اور ہے رحمت کچھ اور۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ رب فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ

آیاتہا ۲۰۶ ۷ سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّیَّةٌ ۳۹ رکوعاتہا ۲۴

سورۃ اعراف مکیہ ہے اس میں ۲۴ رکوع ۲۰۶ آیات اور ۳۳۲۵ کلمے اور ۱۴۰۰۰ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

الٓمّٓصٓ ﴿۱﴾ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْكَ فَلَا یَكُنْ فِیْ صَدْرِكَ

اے محبوب ایک کتاب تمہاری طرف اتاری گئی تو تمہارا جی اس سے نہ رکے ۱

حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲﴾

اس لئے کہ تم اس سے ڈر سناؤ اور مسلمانوں کو نصیحت ۲

اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ

لوگو اس پر چلو جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا اور اسے چھوڑ کر اور حاکموں

دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ وَ كَمْ مِّنْ قَرْیَةٍ

کے پیچھے نہ جاؤ ۳ بہت ہی کم سمجھتے ہو اور کتنی ہی بستیاں ہم نے

اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَیَاتًا اَوْ هُمْ قَآىٕلُوْنَ ﴿۴﴾

ہلاک کیں تو ان پر ہمارا عذاب رات میں آیا ۴ یا جب وہ دوپہر کو سوتے تھے ۵

فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا

تو ان کے منہ سے کچھ نہ نکلا جب ہمارا عذاب ان پر آیا مگر یہی بولے

اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۵﴾ فَلَنَسْــٴَـلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ

کہ ہم ظالم تھے ۶ تو بےشک ضرور ہمیں پوچھنا ہے ان سے جن کے پاس رسول گئے

وَ لَنَسْــٴَـلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۶﴾ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَیْهِمْ بِعِلْمٍ

اور بےشک ضرور ہمیں پوچھنا ہے رسولوں سے ۷ تو ضرور ہم ان کو بتا دیں گے اپنے علم سے

وَّ مَا كُنَّا غَآىٕبِیْنَ ﴿۷﴾ وَ الْوَزْنُ یَوْمَىٕذِ ﹰالْحَقُّ فَمَنْ

اور ہم کچھ غائب نہ تھے ۸ اور اس دن تول ضرور ہونی ہے ۹ تو جن کے

۱۔ یعنی اس کی تبلیغ فرمانے میں تردد نہ کریں اور ان کفار کی مخالفت کی پرواہ نہ کریں۔ یہ خطاب بھی بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر درحقیقت امت کے تمام مبلغین سے ہے۔ ورنہ سرکار کو کبھی کسی کی پرواہ نہ ہوئی۔ ان کی شان تو بہت بلند و بالا ہے۔ جس پر ان کا کرم ہو جاوے وہ دنیا سے بے نیاز اور لاپرواہ ہو جاوے۔ ۲۔ یعنی قرآن اعمال صالحہ کی نصیحت صرف مسلمانوں کو فرماتا ہے۔ کفار اس کے مکلف نہیں یا اس کی نصیحت سے صرف مسلمان فائدہ اٹھائیں گے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ ہدایت سارے عالم کے لئے ہے ۳۔ اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـٴُـهُمُ الطَّاغُوْتُ یعنی شیطان ولی من دون اللہ ہے۔ اس کو ولی بنانا کفر ہے۔ اولیاء اللہ کو ولی نہ بنانا بے دینی ہے۔ حدیث قدسی میں ہے مَنْ عَادٰى لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ دوسری جگہ رب فرماتا ہے۔ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بہر حال شیطان کافروں کا ولی من دون اللہ ہے۔ اکثر جگہ من دون اللہ سے یہی مراد ہے۔ تیسری جگہ ہے اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ ۴۔ رات کے آخری حصہ میں صبح کے قریب جب سب لوگ خواب راحت میں مست ہوتے ہیں تاکہ بھاگ نہ سکیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رات کا آخری حصہ ذاکروں کے لئے نزول رحمت کا وقت ہے' غافلوں کے لئے نزول عذاب کا۔ اسی لئے اس وقت تہجد کی نماز بہت بہتر ہے کہ غضب الٰہی کی آگ ٹھنڈی ہو جاوے ۵۔ غرضیکہ ان پر ایسے وقت عذاب آیا جب انہیں اس کے آنے کا وہم بھی نہ تھا اکثر پر رات کے آخری حصہ میں اور بعض پر دوپہر کو آرام کرنے کے وقت' عذاب آنے سے پہلے کوئی اس کی علامت بھی نہ ہوتی تھی۔ اچانک آ جاتا تھا ورنہ وہ آرام میں مشغول نہ ہوتے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ عذاب دیکھ کر توبہ یا ایمان قبول نہیں ہوتا۔ ایمان یاس قبول نہیں' توبۂ یاس جو گناہوں سے ہو' قبول ہے ۷۔ یعنی ان امتوں سے پوچھا جاوے گا کہ تمہیں تمہارے رسولوں نے تبلیغ کی یا نہیں اور رسولوں سے دریافت کیا جاوے گا کہ تمہاری قوم نے تم کو کیا جواب دیا تھا۔ مگر یہ سوال و جواب ہمارے حضور کے متعلق نہ ہو گا۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَا تُسْــٴَـلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ اور نہ کوئی بدباطن کافر یہ کہہ سکے گا کہ حضور نے تبلیغ نہیں فرمائی۔ ۸۔ یعنی قیامت میں ہمارا کفار سے اور انکے انبیاء کرام سے پوچھ گچھ فرمانا قانونی کاروائی کے لئے ہو گا نہ اس لئے کہ ہم کو اصل واقعہ کی خبر نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ صدیقہ کے واقعہ تہمت میں لوگوں سے دریافت فرمانا قانونی کاروائی تھی۔ امت کی تعلیم کے لئے ۹۔ نیک و بد اعمال کا وزن ہو گا۔ یہ اعمال وہاں جوہر اور جسم ہوں گے یا اعمال کے دفتروں کا وزن ہو گا۔ بہر حال آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ خیال رہے کہ عشق الٰہی اور محبت مصطفوی کا وزن نہ ہو گا کہ یہ عمل نہیں قلبی کیفیت ہے۔ ایسے ہی حضور کے اعمال کا وزن نہ ہو گا کیونکہ کوئی ترازو حضور کے اعمال تول نہیں سکتی۔ جیسے دنیا کی ترازو سمندر کا پانی اور ہوائیں نہیں تول سکتی۔ حضور کے نام میں اتنا وزن ہو گا کہ مجھ جیسے لاکھوں گنہگاروں کے گناہوں کے دفتر انشاء اللہ اس کے مقابل ہلکے ہو جائیں گے۔

اب قیامت میں پلہ اونچا ہونا وزنی ہونے کی علامت ہو گی اور نیچا ہونا ہلکے ہونے کی علامت کیونکہ مادی چیز نیچے کی طرف گرتی ہے اور نورانی چیز اوپر چڑھتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ ۲۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ وزن اعمال صرف ان لوگوں کے لئے ہے جن کے پاس نیکیاں بھی ہوں اور گناہ بھی۔ وہاں وزن اعمال کا اعمال سے ہو گا۔ لہٰذا کفار کے لئے وزن نہیں۔ رب فرماتا ہے فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ایسے ہی انبیاء کرام اور خاص صالحین کے لئے وزن نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ کفار کے پاس نیکیاں نہیں اور ان بزرگوں کے پاس گناہ نہیں ایک قول یہ بھی ہے کہ کفار کے گناہ تولے جائیں

ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۸ وَ

پلے بھاری ہوئے وہی مراد کو پہنچے

مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

اور جن کے پلے ہلکے ہوئے تو وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان

اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝۹ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ

گھاٹے میں ڈالی ان زیادتیوں کا بدلہ جو ہماری آیتوں پر کرتے تھے اور بیشک

فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا

ہم نے تمہیں زمین میں جماؤ دیا اور تمہارے لئے اس میں زندگی کے اسباب بنائے بہت ہی

تَشْكُرُوْنَ ۝۱۰ ع وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا

کم شکر کرتے ہو اور بیشک ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہارے نقشے بنائے پھر ہم نے

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ

ملائکہ سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب سجدہ میں گرے مگر ابلیس

لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝۱۱ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ

یہ سجدہ والوں میں نہ ہوا فرمایا کس چیز نے تجھے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا

اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ

جب میں نے تجھے حکم دیا تھا بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ

وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝۱۲ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ

سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا فرمایا تو یہاں سے اتر جا تجھے نہیں پہنچتا کہ

لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝۱۳

یہاں رہ کر غرور کرے نکل تو ہے ذلت والوں میں

قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝۱۴ قَالَ اِنَّكَ مِنَ

بولا مجھے فرصت دے اس دن تک کہ لوگ اٹھائے جائیں فرمایا تجھے

گے۔ یہ آیت ان کی دلیل ہے۔ لہٰذا کفار کے نیکی کے پلے میں ان کے صدقہ و خیرات رکھے جائیں گے مگر ان میں وزن نہ ہو گا۔ کیونکہ نیکی کا وزن ایمان و اخلاص سے ہوتا ہے۔ ۳۔ یعنی ان کا انکار کرتے تھے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی جائے سکونت زمین ہے۔ کچھ دیر کے لئے اس کا ہوا میں اڑنا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج میں آسمان پر تشریف لے جانا یا عیسیٰ علیہ السلام کا چوتھے آسمان پر رہنا یہ عارضی ہے۔ لہٰذا اس آیت سے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان میں قیام ایسا ہی عارضی ہے جیسے انسان کچھ دنوں سمندر میں یا ہوائی جہاز میں رہ لیتا ہے۔ ۵۔ غذا' پانی' ہوا' سورج کی روشنی سب یہاں ہی بھیجی کہ تمہیں ان کے لئے آسمان پر یا سمندر میں جانے کی حاجت نہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقبول بندوں کے کام رب کے کام ہیں کہ ماں کے پیٹ میں بچہ بنانا فرشتہ کا کام ہے۔ مگر رب نے فرمایا کہ وہ ہمارا کام ہے اور اگر یہاں حضرت آدم علیہ السلام مراد ہوں جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے تو یہ کام بلاواسطہ رب کا ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کو خود رب نے دست قدرت سے بنایا۔ اس ہی لئے انہیں بشر فرمایا۔ مباشرت سے یعنی دست قدرت سے بنائی ہوئی مخلوق ۷۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سجدہ تعظیمی تھا اور آدم علیہ السلام ہی کو تھا۔ اگر سجدہ رب کو ہوتا اور آدم علیہ السلام قبلہ ہوتے تو الیٰ ادم فرمایا جاتا۔ لہٰذا سجدہ تعظیمی شرک نہیں۔ ہاں اب حرام ہے ۸۔ یعنی سجدہ کرنے والوں کی جماعت میں ہی داخل نہ ہوا اس لئے کہ سجدہ کو واجب ہی نہ سمجھا۔ معلوم ہوا کہ نماز نہ پڑھنے سے انسان جماعت مسلمین سے خارج نہیں ہوتا۔ ہاں نماز کے انکار سے مسلمانوں سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ ۹۔ یعنی آگ مٹی سے افضل ہے اور جو افضل سے پیدا ہو وہ افضل یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ نہ آگ افضل ہے اور نہ افضل سے پیدا ہونے والا افضل۔ معلوم ہوا کہ نص کے مقابل قیاس کرنا شیطان کا کام ہے ۱۰۔ جنت سے' اس سے معلوم ہوا کہ جنت پہلے سے موجود ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت اوپر ہے زمین کے نیچے نہیں۔ کیونکہ اترنا اوپر سے ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ اس وقت سے شیطان کا جنت میں رہنا سہنا بند کر دیا گیا۔ مگر پھر بھی چھپ چھپا کر وہاں جایا کرتا تھا۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے اس کا آسمان پر جانا بند کر دیا گیا۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان مردود ہونے سے پہلے جنت میں رہتا تھا۔ ورنہ وہاں سے نکالے جانے کے کیا معنی نیز اس کی عزت بھی تھی ورنہ اب ذلیل کرنے کا مطلب کیا۔ مطلب مشہور ہے کہ وہ فرشتوں کا استاد تھا اسی لئے اسے معلم الملکوت کہا جاتا ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مد مقابل کی ہر بات اور ہر دلیل کا جواب نہیں دینا چاہیے۔ رب نے شیطان کے دلائل کا جواب نہ دیا بلکہ مردود کر کے نکال دیا۔ تکبر کا انجام ذلت ہے ۱۳۔ دوسرے نفخہ تک' تا کہ مجھے موت نہ آئے کیونکہ وہ وقت موت کا ہو گا ہی نہیں۔

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ

مہلت ہے ۱ بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ۲ میں ضرور تیرے سیدھے

صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ

راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا ۳ پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں

اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ

گا ان کے آگے اور انکے پیچھے اور داہنے اور بائیں سے ۴

وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا

اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا ۵ فرمایا یہاں سے نکل جا

مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ

رد کیا گیا راندہ ہوا ۶ ضرور جو ان میں سے تیرے کہے پر چلا میں

جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ

تم سب سے جہنم بھر دوں گا ۷ اور اے آدم تو اور تیرے جوڑا

زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا

جنت میں رہو ۸ تو اس سے جہاں چاہو کھاؤ ۹ اور اس پیڑ کے

هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسْوَسَ

پاس نہ جانا ۱۰ کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے ۱۱ پھر شیطان نے ان

لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ

کے جی میں خطرہ ڈالا ۱۲ کہ ان پر کھول دے انکی شرم کی چیزیں جو ان سے

سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ

چھپی تھیں ۱۳ اور بولا تمہیں تمہارے رب نے اس پیڑ سے اسی لئے

الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ

منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے

۱۔ یعنی پہلے نفخہ تک تجھے مہلت ہے۔ جب پہلی بار صور پھونکا جاوے گا تو سب کے ساتھ تو بھی ہلاک ہو گا۔ رب نے اس کی دعا کچھ ترمیم سے قبول فرمائی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ دیکھو شیطان کی یہ دعا کچھ ترمیم سے قبول ہو گئی دوسرے یہ کہ دعا سے عمر دراز ہو جاتی ہے۔ جب شیطان مردود کی دعا سے عمر میں زیادتی ہو گئی تو اگر انبیاء کرام اولیاء عظام کی دعاؤں سے یا بعض نیک اعمال کی برکت سے عمر لمبی ہو جاوے تو کیا مضائقہ ہے اس کی پوری بحث اور تقدیر بدلنے پر مفصل گفتگو ہماری کتاب اسرار الاحکام یا تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی سچ بولنا کفر ہو جاتا ہے۔ گمراہ کرنے والا رب ہے۔ مگر یہ کہنا کفر ہے کہ بے ادبی ہے۔ شیطان یہ کہہ کر زیادہ مردود ہوا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ہم نے اپنے پر ظلم کیا تو ان کی معافی ہو گئی ۳۔ یعنی باپ کا بدلہ اولاد سے لوں گا' ان کے دلوں میں وسوسے ڈالوں گا گناہوں کی رغبت دوں گا۔ نیکی سے روکوں گا۔ بعض کو کافر و مشرک بنا دوں گا تا کہ دوزخ میں اکیلا نہ جاؤں جماعت کے ساتھ جاؤں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ ایسی بری چیز ہے کہ رب کے سامنے شیطان نے بھی نہ کیا جو اسے کرنا تھا صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان دراصل انسانوں کا دشمن ہے۔ جو جنات ایمان لے آویں ان کا دشمن اس لئے ہے کہ انہوں نے انسانوں کے سے یہ کام کیوں کئے۔ فرشتوں حوروں کا وہ دشمن نہیں اس لئے لھم کہا۔ ۴۔ یہاں اوپر نیچے کا ذکر نہ کیا۔ کیونکہ آنے والا چہار طرف سے ہی آتا ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو بھی آئندہ غیب کی باتوں کا علم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ ناشکر ہیں۔ رب نے فرمایا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ شیطان بیماری ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم علاج۔ جب بیماری کی قوت یہ ہے تو نبی کا علم اس سے زیادہ ہونا چاہیے ۶۔ آج فرشتوں میں ذلیل اور آئندہ ہر جگہ ذلیل و خوار کہ لعنت کی مار تجھ پر پڑتی رہے۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی دشمنی تمام کفروں سے بڑھ کر ہے۔ شیطان باوجود عالم زاہد ہونے کے ایسا ذلیل کیوں ہوا۔ صرف حضرت آدم نبی کی دشمنی میں۔ اس سے بارگاہ نبوت کے گستاخوں کو سبق لینا چاہیے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں شیطان اور بعض جنات اور بعض انسان سب ہی جائیں گے۔ اور ان جنات کو آگ سے ایسے ہی تکلیف پہنچے گی جیسے انسان کو مٹی کے ڈھیلے یا اینٹ لگ جانے سے تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ جنت صرف انسانوں کے لئے ہے کما ھو قول ابی حنیفہ ۸۔ عارضی طور پر کیونکہ انہیں زمین کی خلافت کے لئے پیدا فرمایا گیا تھا۔ جنت میں ٹریننگ دینے کے لئے رکھا گیا تھا۔ تا کہ دنیا کو اس طرح بسائیں اور بسانے کی اپنی اولاد کو تعلیم دیں ۹۔ معلوم ہوا کہ جنت کے میوے پیدا ہو چکے ہیں اور اللہ کے بعض بندوں نے وہ کھائے بھی ہیں۔ بی بی مریم نے دنیا میں رہ کر کھائے ۱۰۔ درخت گندم یا کوئی اور جو رب تعالیٰ کے علم میں ہے ۱۱۔ یہاں ظالم بمعنی کافر نہیں کیونکہ کفر عقیدہ بگڑنے سے ہی ہو سکتا ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی جگہ شیطان کے وسوسہ سے محفوظ نہیں آدم علیہ السلام مقبول بارگاہ تھے اور جنت محفوظ مقام تھا مگر وہاں داؤں را دیا لہٰذا بری جگہ نہ جاؤ۔ اللہ سے پناہ مانگتے رہو۔ اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ جانو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وسوسہ انبیاء کرام کو بھی ہو سکتا ہے ہاں ان سے گناہ یا بد عقیدگی سرزد نہیں ہو سکتی لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب تک ان دونوں نے ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھا تھا۔ بہتر بھی یہ ہے کہ خاوند بیوی ایک دوسرے کو ننگا نہ دیکھیں۔

ا۔ یعنی اس درخت میں یہ تاثیر ہے کہ اس کا پھل کھانے والا فرشتہ بن جاتا ہے یا موت سے بچ جاتا ہے اور جب تم پیدا ہوئے تھے تب تم اس پھل کھانے کے قابل نہ تھے لہٰذا اس وقت تمہیں اس سے منع کر دیا تھا۔ وہ ممانعت وقتی طور پر عارضی تھی اب باقی نہیں۔ اب تم اسے ہضم کر سکتے ہو۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ حضرت آدم نے رب پر بدگمانی کی ہو کہ بلاوجہ اچھی چیز سے روک دیا۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلا تقیہ شیطان نے کیا کہ دل میں آدم علیہ السلام سے دشمنی رکھ کر زبان سے دوستی ظاہر کی۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام نے گناہ نہ کیا۔ گناہ میں ارادہ ضروری ہے۔ جو کچھ ہوا خطاءً ہوا۔ اس لئے اس کا ذمہ دار ابلیس کو بنایا۔

الْخٰلِدِیْنَ ﴿۲۰﴾ وَ قَاسَمَهُمَاۤ اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۲۱﴾

والے ۱ اور ان سے قسم کھائی کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں ۲

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا

تو اتار لایا انہیں فریب سے ۳ پھر جب انہوں نے وہ پیڑ چکھا ان پر ان کی

سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ

شرم کی چیزیں کھل گئیں ۴ اور اپنے بدن پر جنت کے پتے چپٹانے لگے ۵

وَ نَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ

اور انہیں ان کے رب نے فرمایا کیا میں نے تمہیں اس پیڑ سے منع نہ کیا ۶

وَ اَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا

اور نہ فرمایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے ۷ دونوں نے عرض کی

رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ٚ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا

کہ اے رب ہمارے ہم نے اپنا آپ برا کیا تو اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ

کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے ۸ فرمایا اترو ۹ تم میں ایک

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ

دوسرے کا دشمن ہے ۱۰ اور تمہیں زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا

اِلٰی حِیْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِیْهَا تَحْیَوْنَ وَ فِیْهَا تَمُوْتُوْنَ وَ

اور برتنا ہے ۱۱ فرمایا اسی میں جیو گے اور اسی میں مرو گے اور

مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ

اسی میں اٹھائے جاؤ گے ۱۲ اے آدم کی اولاد بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک

لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِیْشًا ؕ وَ لِبَاسُ التَّقْوٰی ۙ

لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو ۱۳ اور پرہیزگاری

جو آدم علیہ السلام کو گنہگار مانے وہ گمراہ ہے۔ ۴۔ آدم علیہ السلام کو یہ وہم بھی نہ تھا کہ کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھا سکتا ہے۔ آپ نے گندم وغیرہ کھایا نہیں فقط چکھا تھا کہ جنتی لباس اتار لیا گیا ۵۔ اس سے پہلے ان کے تمام جسم پر ناخن کا لباس تھا۔ اس خطا کے بعد وہ ناخن تمام جگہ سے سکڑ کر صرف انگلیوں کی نوکوں پر رہ گیا۔ (تفسیر روح البیان) اور ان بزرگوں نے انجیر کے پتے جسم شریف پر لپیٹے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ستر کھولنا آدم علیہ السلام کے وقت سے ہی معیوب ہے۔ عقل انسانی اسے برا سمجھتی ہے۔ ورنہ ان پر ستر کے شرعی احکام اس وقت تک نہ آئے تھے۔ اب جو ننگا ہونا پسند کرتے ہیں وہ فطرت انسانی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ خیال رہے کہ فرشتوں سے پردہ نہیں، رب سے حیا ہے ۶۔ گندم چکھتے وقت رب کا منع نہ فرمانا بعد میں منع فرمانا ان حکمتوں کی بنا پر ہے جن کا ذکر آگے آ رہا ہے ۷۔ مگر تم بھول گئے اور دوست دشمن میں فرق نہ کر سکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہی شخص کامیاب رہ سکتا ہے جو دوست دشمن میں تمیز کرے۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ توبہ و استغفار ہمارے دادا کی میراث ہے۔ ہم کو ضرور کرنی چاہیے۔ دوسرے یہ کہ خطا کو اپنی طرف نسبت کرنی چاہیے۔ اور نیک کام کو رب کی طرف۔ یہ سنت نبوی ہے۔ شیطان نے اپنی گمراہی کو رب کی طرف نسبت کیا کہ بولا بِمَاۤ اَغْوَیْتَنِیْ تو نے مجھے گمراہ کر دیا۔ وہ مردود ہوا۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ دونوں حضرات یہ دعا رَبَّنَا ظَلَمْنَا الخ جنت میں پہلے ہی سے مانگ چکے تھے۔ پھر دنیا میں تشریف لا کر کئی سو سال روتے رہے۔ پھر رب کی طرف سے کچھ دعائیہ کلمات انہیں القاء ہوئے۔ جن سے توبہ قبول ہوئی اور وہ دعائیہ کلمے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار کرنا تھا۔ جن کا ذکر اس آیت میں ہے فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ جن لوگوں نے ان کلمات سے رَبَّنَا ظَلَمْنَا مراد لیا وہ اس آیت کے بظاہر خلاف ہے کیونکہ یہ کلمات تو وہ دونوں زمین پر آنے سے پہلے ہی عرض کر چکے تھے ۱۰۔ شیطان انسان اور انسان شیطان کا یا بعض انسان بعض کے / کافر مومن کے / مومن کافر کے دشمن ہیں ۱۱۔ یعنی انسان اور شیاطین کا مقام زمین ہے مگر عارضی۔ پھر بعد موت شیاطین اور ان کے ساتھیوں کا اصل مقام دوزخ ہو گا۔ مومنوں کا دائمی مقام جنت ہو گا۔ ۱۲۔ قیامت کے دن یہ رب کا قانون ہے مگر قدرت یہ بھی ہے کہ بعض کو قیامت میں زمین سے نہ اٹھائے جیسے حضرت ادریس علیہ السلام کو وہ یہاں سے وفات پا کر جنت میں پہنچ چکے اور اب مع جسم وہاں زندہ ہیں۔ وہاں سے نہ نکلیں گے۔ رب فرماتا ہے وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِیًّا لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر رہنا عارضی ہے۔ پھر آپ زمین پر تشریف لائیں گے یہاں ہی وفات پائیں گے۔ یہاں سے ہی اٹھیں گے۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ لباس صرف انسانوں کے لئے بنایا گیا۔ فرشتے اور دیگر مخلوق اس سے علیحدہ

ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٢٦﴾

کا لباس وہ سب سے بھلا ۲ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ

اے آدم کی اولاد ۳ خبردار تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈالے جیسا تمہارے ماں باپ کو بہشت

مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ

سے نکالا اتروا دیئے ان کے لباس کہ ان کی شرم کی چیزیں انہیں نظر پڑیں ۳

اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا

بے شک وہ اور اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھتے ۴ بیشک

جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَ

ہم نے شیطانوں کو ان کا دوست کیا ہے ۵ جو ایمان نہیں لاتے ۶ اور

اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ

جب کوئی بے حیائی کریں ۷ تو کہتے ہیں ہم نے اس پر اپنے باپ دادا کو پایا ۸

اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ

اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ۹ تم فرماؤ بیشک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا کیا اللہ

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٨﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۟ وَاَقِيْمُوْا

پر وہ بات لگاتے ہو جس کی تمہیں خبر نہیں تم فرماؤ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے ۱۰

وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ

اور اپنے منہ سیدھے کرو ہر نماز کے وقت اور اس کی عبادت کرو نرے اس کے

لَهُ الدِّيْنَ ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿٢٩﴾ فَرِيْقًا هَدٰى

بندے ہو کر ۱۱ جیسے اس نے تمہارا آغاز کیا ویسے ہی پلٹو گے ۱۲ ایک فرقے کو راہ دکھائی

وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ

اور ایک فرقے کی گمراہی ثابت ہوئی ۱۳ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں

(بقیہ صفحہ ۲۴۲) ہیں۔ جنات اگر لباس پہنتے ہوں تو وہ انسان کی طفیل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ستر کا لباس پہننا فرض ہے اور لباس زینت پہننا مستحب۔
۱۔ یعنی رب نے تین طرح کے لباس اتارے۔ دو جسمانی ایک روحانی جسمانی لباس بعض تو ستر عورت کے لئے ہیں بعض زینت کے لئے ہیں دونوں اچھے ہیں۔ اور روحانی لباس ایمان تقویٰ اعمال صالحہ ہیں۔ یہ تمام لباس آسمان سے اترے ہیں کیونکہ بارش سے روئی اون اور ریشم ہوتی ہے۔ یہ بارش آسمان سے آتی ہے اور وحی سے تقویٰ نصیب ہوتا ہے۔ وحی بھی آسمان سے آتی ہے۔ ۲۔ اس میں مومن' کافر' ولی' عالم' پرہیزگار سب سے خطاب ہے۔ کوئی اپنے کو ابلیس سے محفوظ نہ جانے ۳۔ یعنی حضرت آدم و حوا کے ستر ایک دوسرے کو نظر پڑے بے پردگی کے ساتھ۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ فرشتوں اور جنات وغیرہ سے پردہ نہیں۔ پردہ صرف انسانوں سے ہے۔ دوسرے یہ کہ خاوند بیوی بھی ایک دوسرے کے سامنے آزادی سے ننگے نہ رہیں۔ بلکہ اکیلے میں بھی انسان ستر چھپائے۔ رب تعالیٰ سے شرم کرے۔ ۴۔ یعنی شیطان اور اس کی ذریت سارے جہان کے لوگوں کو دیکھتے ہیں لوگ انہیں نہیں دیکھتے۔ جہاں کسی نے کسی جگہ اچھے کام کا ارادہ کیا اسے اس کی نیت کی خبر ہو گئی فوراً بہکایا۔ جب رب نے گمراہ گر کو اتنا علم دیا کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو سارے عالم کے ہادی ہیں انہیں بھی حاضر و ناظر بنایا تاکہ دوا بیماری سے کمزور نہ ہو۔ افسوس ان پر ہے جو شیطان کی وسعت علم و نظر کا اقرار کریں اور حضور کے لئے انکاری ہو جائیں ۵۔ معلوم ہوا کہ شیطان اولیاء من دون اللہ ہے۔ جہاں ولی من دون اللہ کی برائی آئی ہے وہاں شیطان مراد ہے نہ کہ اولیاء اللہ۔ یہ آیت ان تمام آیات کی تفسیر ہے۔ ۶۔ یعنی شیطان بظاہر کفار کا دوست ہے اور کفار دل سے شیطان کے دوست ہیں ورنہ شیطان درحقیقت کفار کا بھی دوست نہیں وہ تو ہر انسان کا دشمن ہے لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ وہاں حقیقت کا ذکر ہے اور یہاں ظاہری حال کا ۷۔ جیسے عورتوں مردوں کا ننگے ہو کر طواف کرنا اور بے پردگی و دیگر بے غیرتی کے کام ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جاہل و بدکار کی تقلید کفار کا کام ہے متقی علماء کی تقلید مومنوں کی شان ہے ۹۔ یہ ان کا صریح فریب ہے کیونکہ مشرکین مکہ کسی نبی کسی آسمانی کتاب کے قائل نہ تھے۔ پھر انہیں حکم الٰہی کیسے پہنچا۔ اس کا ذکر اگلی آیت میں ہے ۱۰۔ عدل درمیانی حال کا نام ہے جو افراط و تفریط کے درمیان ہے یہ لفظ عقائد و اعمال اور ذاتی و قومی معاملات سب کو شامل ہے اس لئے آگے عبادت کا ذکر ہے اور مسجد' مصدر میمی بمعنی سجدہ ہے۔ سجدہ سے مراد نماز ہے اور ادعوا سے مراد عبادت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں کعبہ کو منہ کرنا فرض ہے یا مسجد سے مراد خود مسجد ہے تو معلوم ہوا کہ جماعت کی نماز کے لئے مسجد بہتر ہے۔ نماز کے لئے جماعت واجب اور مسجد کی حاضری اکثر واجب کبھی غیر واجب۔ (روح البیان) ۱۱۔ یہاں وادعوا میں دعا صرف پکارنے کے معنی میں نہیں بمعنی عبادت ہے۔ یعنی صرف رب کی عبادت کرو۔ ۱۲۔ جیسے تم پہلے نیست تھے پھر ہست کیا ایسے ہی پھر تم کو نیست کر دے گا۔ پھر ہست کرے گا مقصود یہ ہے کہ جب تم کو آخر کار اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے تو اس کی عبادت کرو یا مقصد یہ ہے کہ تم ننگے بے ختنہ پیدا ہوئے ایسے ہی پھر قیامت میں اٹھو گے ۱۳۔ یعنی تمام لوگ ایمان نہ لائیں گے۔ کچھ کافر بھی رہیں گے۔ جن کے متعلق علم الٰہی میں آ چکا کہ یہ کفر میں رہیں گے وہ کیسے ایمان لائیں۔

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

کو والی بنایا ۱؎ اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا

اے آدم کی اولاد اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ ۲؎ اور کھاؤ

وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾

اور پیو اور حد سے نہ بڑھو ۳؎ بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں

ع ۱۰

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ

تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی ۴؎

وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي

اور پاک رزق ۵؎ تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کے لئے ہے ۶؎

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ

دنیا میں اور قیامت میں تو خاص انہیں کی ہے ۷؎ ہم یوں ہی

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ

مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں علم والوں کے لئے تم فرماؤ میرے رب نے تو

رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَ

بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں ۸؎ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی ۹؎ اور گناہ اور

الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ

ناحق زیادتی اور یہ کہ اللہ کا شریک کرو جس کی اس نے سند نہ

بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾

اتاری ۱۰؎ اور یہ کہ اللہ پر وہ بات کہو جس کا علم نہیں رکھتے ۱۱؎

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

اور ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے ۱۲؎ تو جب ان کا وعدہ آئے گا ایک گھڑی

۱۔ یہ آیت اولیاء من دون اللہ کی تقسیم ہے۔ اکثر جگہ ولی من دون اللہ میں یہی مراد ہے اولیاء اللہ و اولیا من دون اللہ میں بڑا فرق ہے۔ اولیاء اللہ برحق ہیں اور اولیاء من دون اللہ باطل۔ نیز اولیاء اللہ کو خدا کا بیٹا وغیرہ ماننا بھی اولیاء من دون اللہ میں داخل ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز جہاں تک ہو سکے اچھے لباس میں پڑھے اور مسجد میں اچھی حالت میں آوے۔ بدبو دار کپڑے بدبو دار منہ لے کر مسجد میں نہ آوے۔ ایسے ہی ننگا مسجد میں داخل نہ ہو ۳۔ کفار عرب حج کے زمانہ میں گوشت چھوڑ دیتے تھے اور غذا بھی نہایت معمولی اور بہت کم کھاتے تھے۔ مسلمانوں نے بھی اس کی اجازت چاہی' ان کے جواب میں یہ آیت آئی۔ معلوم ہوا کہ ترک دینا عبادت نہیں ترک گناہ عبادت ہے۔ لَا تُسْرِفُوْا میں بہت چیزیں داخل ہیں بھوک سے زیادہ کھانا' بلا وجہ مال خرچ کرنا' کسی جائز چیز کو حرام سمجھ لینا یہ سب اسراف ہے (روح البیان و خزائن العرفان) ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو شریعت حرام نہ کرے وہ حلال ہے۔ حرمت کے لئے دلیل کی ضرورت ہے حلت کے لئے کوئی دلیل خاص ضروری نہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقوٰی یہ نہیں کہ انسان لذیذ حلال چیزیں چھوڑ دے۔ بلکہ حرام سے بچنا تقوٰی ہے۔ حلال نعمتیں خوب کھاؤ پیو' محرمات سے بچو ۶۔ معلوم ہوا کہ اچھی نعمتیں رب نے مومنوں کے لئے پیدا فرمائی ہیں کفار ان کی طفیل کھا رہے ہیں۔ لہٰذا جو کوئی کہے کہ فقیری اس میں ہے کہ اچھا نہ کھائے' اچھا نہ پہنے' وہ جھوٹا ہے' اچھا کھاؤ' اچھا پہنو اچھے کام کرو۔ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۷۔ یعنی دنیا میں اگرچہ کفار مسلمانوں کے طفیل نعمتیں کھا لیتے ہیں مگر قیامت میں کسی کافر کو کسی نوعیت سے نعمتیں نہ ملیں گی ۸۔ اس میں بھی خطاب ان مشرکین عرب سے ہے۔ جو ننگے ہو کر طواف کعبہ کرتے تھے اور اللہ کی نعمتوں کو اپنے پر حرام کر لیتے تھے ۹۔ فواحش فاحشہ کی جمع ہے۔ فاحشہ وہ گناہ ہے جسے عقل بھی برا سمجھے اور اس کی برائی حد سے زیادہ ہو جیسے شرک و کفر یا زنا وغیرہ۔ ان کا علانیہ کرنا ظاہری فاحشہ ہے۔ جیسے کفار کا کفر۔ اور چھپ کر کرنا باطن فاحشہ جیسے زنا۔ ان کے علاوہ دوسری ممنوع چیزیں اثم میں داخل ہیں خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۰۔ اللہ نے کسی شرک کے جواز کی دلیل نہ اتاری۔ لہٰذا سارے شرک و کفر اس میں داخل ہیں۔ یہ قید احترازی نہیں بلکہ بیان واقعہ کی ہے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بغیر علم مسئلہ بتانا۔ وعظ کہنا۔ کوئی عقیدہ اختیار کرنا سخت ممنوع ہے کہ یہ اللہ پر بہتان ہے یہ آیت سب کو شامل ہے۔ ۱۲۔ ان کے عذاب کا یا ان کی مہلت کا۔ اس سے پہلے وہ ہلاک نہیں ہوتے لہٰذا کفار مکہ کی ہلاکت کا ایک وقت ہے۔

۱۔ اس آیت میں قانون کا ذکر ہے اور تقدیر کی تبدیلی والی آیت میں رب کی قدرت کا ذکر ہے۔ رب فرماتا ہے يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ اسی لئے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے حضرت داؤد کی عمر چالیس سال زیادہ ہو گئی۔ لہٰذا یہ واقعات اس آیت کے خلاف نہیں۔ شیطان کی دعا سے اس کی عمر لمبی کر دی گئی۔ رب نے فرمایا انک من المنظرین جب شیطان مردود کی دعا سے عمر میں زیادتی ہو سکتی ہے۔ تو صالحین کی دعا یا نیک اعمال سے بھی عمریں بڑھ سکتی ہیں بگڑی تقدیریں بن سکتی ہیں۔ ۲۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ حضور ہی تمام انسانوں بلکہ تمام خلق کے نبی ہیں۔ لہٰذا یہ جمع تعظیم کے لئے ہے۔ یا رسل سے مراد سارے پیغمبر ہیں۔ بہر حال

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ

نہ پیچھے ہو نہ آگے ۱ اے آدم کی اولاد اگر تمہارے پاس تم میں کے

رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى

رسول آئیں ۲ میری آیتیں پڑھتے تو جو پرہیزگاری کرے ۳

وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾

اور سنورے تو اس پر نہ کچھ خوف اور نہ کچھ غم

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ

اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان کے مقابل تکبر کیا ۴ وہ

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ

دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا تو اس سے بڑھ کر

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ

ظالم کون جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا یا اس کی آیتیں جھٹلائیں

اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا

انہیں ان کے نصیب کا لکھا پہنچے گا ۵ یہاں تک جب

جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے ان کی جان نکالنے آئیں ۶ تو ان سے کہتے ہیں کہاں

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا

ہیں وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے ۷ کہتے ہیں وہ ہم سے گم ہو گئے اور اپنی جانوں پر

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ ادْخُلُوْا

آپ گواہی دیتے ہیں کہ وہ کافر تھے ۸ اللہ ان سے فرماتا ہے

فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

کہ تم سے پہلے جو اور جماعتیں جن اور آدمیوں کی آگ میں گئیں انہیں

اس میں میثاق کے دن کے عہد و پیمان کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے اپنی ربوبیت کا اقرار سب سے کرایا ایسے ہی حضور کی نبوت کا اقرار سب سے لیا ۳۔ تقویٰ سے مراد نیک اعمال اختیار کرنا اور اصلاح سے مراد برائیوں سے بچنا ہے یا تقویٰ سے مراد آئندہ اچھے کام کرنا اور اصلاح سے مراد گناہوں کا کفارہ وغیرہ دے کر اپنے کو درست کر لینا ہے۔ لہٰذا تکرار نہیں ۴۔ خیال رہے کہ کفار کے مقابل تکبر کرنا عبادت ہے۔ مسلمان کے مقابل تکبر حرام ہے۔ نبی کے مقابل تکبر کفر ہے۔ یہاں تیسرا تکبر مراد ہے۔ یہی تکبر شیطان نے کیا۔ اس کا انجام معلوم ہے۔ اس لئے انہیں اصحاب النار اور خالدون فرمایا کہ یہ دونوں حال کافروں کے ہیں ۵۔ یعنی لوح محفوظ یا ان کے نوشتہ تقدیر میں ان کا جو رزق یا عمر لکھا ہے وہ تو انہیں ملے ہی گا۔ پھر عذاب آوے گا۔ اس سے اصلی رزق و عمر مراد ہے۔ ورنہ بد عملی سے رزق و عمر گھٹ جاتے ہیں۔ جیسے نیکی سے عمر و رزق میں برکت ہو جاتی ہے۔ لہٰذا آیت و حدیث میں تعارض نہیں ۶۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ جان نکالنے صرف ملک الموت علیہ السلام نہیں آتے بلکہ ان کے ساتھ ان کے ماتحت فرشتے اور بھی آتے ہیں۔ ملک الموت کا آنا اس آیت میں مذکور ہے۔ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ اور ماتحتوں کا آنا اس آیت سے معلوم ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ کہ یہ جان نکالنے والے فرشتے بیک وقت ہر جگہ پہنچ کر مرنے والوں کی جان نکال لیتے ہیں تو ایک وقت میں چند جگہ موجود ہو جانا اللہ والوں کے نزدیک باذن الٰہی مشکل نہیں۔ ایسے ہی قبر میں سوال کرنے والے ماں کے پیٹ میں بچہ بنانے والے فرشتے یہ طاقت رکھتے ہیں۔ حاضر ناظر ہونا بعض بندوں کی صفت ہے۔ ۷۔ یہ سوال مشرکین سے ان کے بتوں کے متعلق ہو گا۔ مومن کی مدد موت کے وقت ضرور ہوتی ہے۔ اسی لئے آگے فرمایا گیا۔ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ مسلمانوں کو حکم ہے کہ مرنے والے کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھیں۔ تا کہ اسے کلمہ یاد آوے۔ یہ مومنوں کی مدد ہے لہٰذا اس آیت کو مومنین یا اولیاء اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ بہر حال موت یا اس کے بعد کسی کی مدد نہ پہنچنا کفار کا عذاب ہے ۸۔ یہ اقرار اور وقت ہو گا اور اپنے کفر کا انکار دوسرے وقت ہو گا۔ لہٰذا اس آیت اور دوسری آیت وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ میں کوئی تعارض نہیں۔

فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى إِذَا

میں جاؤ۱ جب ایک گروہ داخل ہوتا ہے دوسرے پر لعنت کرتا ہے۲ یہاں تک کہ جب

ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا ۙ قَالَتْ أُخْرٰىهُمْ لِأُولٰىهُمْ رَبَّنَا

سب اس میں جا پڑے تو پچھلے پہلوں کو کہیں گے۳ اے رب

هٰٓؤُلَآءِ أَضَلُّونَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۬ؕ

ہمارے انہوں نے ہم کو بہکایا تھا تو انہیں آگ کا دونا عذاب دے۴

قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُونَ ﴿۳۸﴾ وَقَالَتْ أُولٰىهُمْ

فرمائے گا سب کا دونا ہے۵ مگر تمہیں خبر نہیں۶ اور پہلے پچھلوں سے

لِأُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوقُوا

کہیں گے تو تم کچھ ہم سے اچھے نہ رہے۷ تو چکھو

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿۳۹﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا

عذاب بدلہ اپنے کئے کا۸ وہ جنہوں نے ہماری آیتیں

بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ

جھٹلائیں اور ان کے مقابل تکبر کیا ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے۹

وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ

اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں جب تک سوئی کے ناکے اونٹ داخل نہ

الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ

ہو۱۰ اور مجرموں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں انہیں آگ ہی

جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي

بچھونا اور آگ ہی اوڑھنا۱۱ اور ظالموں کو ہم ایسا ہی بدلہ

الظّٰلِمِينَ ﴿۴۱﴾ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

دیتے ہیں۱۲ اور وہ جو ایمان لائے اور طاقت بھر اچھے کام کئے۱۳

ع ۴ / ۱۱

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر ایک اس ہی کے ساتھ ہو گا جس سے دل کا تعلق ہو گا۔ زمانہ اور جگہ ایک ہو یا مختلف ۲۔ یعنی ہر قسم کا کافر اپنی قسم کے کافر کو لعنت کرے گا۔ ہندو ہندو کو عیسائی عیسائی کو' یہودی یہودی کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس لعنت کے عذاب سے مسلمان محفوظ ہوں گے ان کا پردہ رہے گا۔ ۳۔ یعنی اولاد اپنے باپ دادوں کو یا تابعین اپنے پیشواؤں کو' اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ کے عذابوں سے ایک عذاب وہاں و آپس کی نااتفاقی بھی ہے جیسے جنت کے ثوابوں میں سے ایک ثواب وہاں کا اتفاق و محبت ہے۔ دنیا میں جس مومن کے گھر میں صلح ہے وہ جنتی گھر ہے ۴۔ کیونکہ ہم نے صرف ایک گناہ کیا یعنی کافر ہونا۔ انہوں نے دو گناہ کئے خود گمراہ ہونا۔ ہم کو گمراہ کرنا۔ اور یہ دگنا عذاب ایسا ہو کہ ہم بھی دیکھیں ۵۔ کیونکہ تم سب گمراہ اور گمراہ کن ہو۔ ہر شخص گمراہ ہو کر اپنے بیوی بچوں اور دوستوں کو گمراہ کرتا ہے۔ لہٰذا جتنا عذاب تم اوروں کے لئے چاہتے ہو اتنا ہی تم کو بھی ہے ۶۔ کہ کس کو کتنا عذاب ہے۔ معلوم ہوا کہ دوزخ میں ہر دوزخی اپنے حال میں ایسا گرفتار ہو گا کہ سمجھے گا سب سے بڑھ کر میں ہی تکلیف میں ہوں۔ ۷۔ یعنی دنیا میں کیونکہ اگر ہم میں کفر اور تکفیر اور تضلیل تھی تو تم میں کفر اور کفار کی تقلید تھی۔ نیز تم بھی اپنے بچوں کے کافر کن تھے۔ نیز نفس کفر میں ہم تم دونوں شریک تھے۔ لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں کہ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ ۸۔ یعنی تم اپنے کئے کا مزہ چکھو ہم اپنے کئے کا۔ کفر و بد عملی' پیغمبروں کی اہانت' مسلمانوں کو ستانا ہم تم دونوں ہی کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے ناسمجھ بچے جو اس ہی حال میں فوت ہو گئے دوزخ میں نہ جائیں گے کیونکہ انہوں نے کسب شر نہ کیا ۹۔ اس طرح کہ زندگی میں ان کی نیکیاں بارگاہ الٰہی تک نہیں پہنچتیں کیونکہ غیر مقبول ہیں۔ مرتے وقت ان کی روح کے لئے دروازہ آسمان نہیں کھلتا۔ مومن کی زندگی میں اس کے اعمال کے لئے اور موت کے بعد روح کے لئے آسمان کا دروازہ کھلتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۱۰۔ اور یہ ناممکن ہے کہ اس میں اجتماع ضدین ہے اور ناممکن پر جو موقوف ہو وہ بھی ناممکن ہوتا ہے۔ کیونکہ اونٹ بڑا ہے۔ اور سوئی کا ناکہ چھوٹا۔ اونٹ بڑا رہے اور ناکہ چھوٹا رہے تو اونٹ کا اس میں داخل ہونا محال ہے۔ ہاں اگر ناکہ بڑا کر دیا جائے یا اونٹ چھوٹا تو دوسری بات ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۱۔ صرف اوپر نیچے کا ذکر فرمایا۔ کیونکہ دایاں بایاں خود ہی سمجھ میں آگیا۔ یعنی ہر طرف سے انہیں آگ گھیرے ہو گی ۱۲۔ معلوم ہوا کہ دوزخ میں آگ کا ہر طرف سے گھیر لینا کفار کے لئے ہے گنہگار مسلمان کو اگرچہ کچھ دن دوزخ میں رکھا جائے گا مگر دوزخ اسے گھیرے گی نہیں۔ ابو طالب بھی اس سے مستثنیٰ ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے ۱۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان اعمال پر مقدم ہے۔ پہلے مومن بنو۔ بعد میں نیک کام کرو۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص نیک اعمال سے بے نیاز نہیں خواہ کسی طبقہ اور کسی جماعت کا ہو۔

۱۔ یعنی ہر مسلمان اپنی طاقت کے مطابق نیک اعمال کرلے۔ جنت کا مستحق ہے۔ امیر صدقہ دے کر فقیر مومن صالح صدقہ لے کر جنتی ہیں اور کوئی بھی جنت میں پہنچ کر وہاں سے نہ نکلے گا۔ جیسا کہ خالدون سے پتہ لگا۔ ۲۔ شان نزول:۔ صواعق محرقہ میں ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کہ رب نے ان کے سینے میں کسی کی طرف سے کینہ نہ چھوڑا۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اہل بدر کے حق میں ہے۔ میں اور عثمان اور طلحہ اس میں شامل ہیں۔ بہرحال اس میں رفض کی جڑ کٹ گئی ۳۔ یعنی رب نے ہم کو دنیا میں ایسے عقائد و اعمال کی توفیق دی جس کی برکت سے ہم یہاں پہنچے۔ اس سے معلوم ہوا

لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

ہم کسی پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتے ۱ وہ جنت والے ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ

انہیں اس میں ہمیشہ رہنا اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے

غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ

کھینچ لئے ۲ ان کے نیچے نہریں بہیں گی اور کہیں گے سب خوبیاں اللہ

الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ

کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی ۳ اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ ہمیں راہ نہ

هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْٓا

دکھاتا بے شک ہمارے رب کے رسول حق لائے ۴ اور ندا ہوئی

اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

کہ یہ جنت تمہیں میراث ملی ۵ صلہ تمہارے اعمال کا

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ

اور جنت والوں نے دوزخ والوں کو پکارا ۶ کہ ہمیں تو مل گیا

وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا

جو سچا وعدہ ہم سے ہمارے رب نے کیا تھا تو کیا تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے

وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوْا نَعَمْ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ

سچا وعدہ تمہیں دیا تھا ۷ بولے ہاں اور بیچ میں منادی نے پکار دیا

اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ

کہ اللہ کی لعنت ظالموں پر ۸ جو اللہ کی راہ سے

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ

روکتے ہیں اور اسے کجی چاہتے ہیں ۹ اور آخرت کا انکار

کہ رب کا شکر اس کی حمد جنت میں بھی ہوگی۔ باقی عبادتیں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد وہاں ختم ہو چکی ہوں گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدایت اپنی طاقت یا علم یا عبادت سے نہیں ملتی۔ رب کا خاص عطیہ ہے ورنہ شیطان پکا مومن ہونا چاہیے تھا کیونکہ اس کے پاس یہ سب چیزیں موجود تھیں۔ ۴۔ دنیا میں انہوں نے نبیوں کی تصدیق سن کر کی تھی۔ اور جنت کا مشاہدہ کر کے عینی تصدیق کریں گے۔ ۵۔ جنت کو دو وجہ سے میراث فرمایا گیا۔ ایک یہ کہ کفار کے حصہ کی جنت بھی وہ ہی لیں گے جیسے کفار ان کے حصہ کی دوزخ لیں گے۔ دوسرے یہ کہ جنت کا ملنا، اللہ کے فضل و کرم سے ہے نہ کہ اپنے کمال سے جیسے میراث میں دوسرے کا مال محض قرابت سے ملتا ہے نیک اعمال تو اس فضل کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں ۶۔ یہاں دوزخ والوں سے مراد کفار جہنمی ہیں نہ کہ گنہگار مومن، کیونکہ جنتی مسلمان ان گنہگاروں کو طعن نہ دیں گے بلکہ ان کی شفاعت کر کے وہاں سے نکالیں گے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا ۷۔ یعنی ہمارے تمہارے رب نے نیکی پر جنت کا وعدہ فرمایا تھا اور سرکشی پر دوزخ سے ڈرایا تھا۔ بولو سچ ہوا یا نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ڈرانے کو بھی وعدہ کہہ دیا جاتا ہے۔ یعنی وعید وعدہ سے تعبیر کر دی جاتی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کے وعدے وعید رب ہی کے وعدے وعید ہیں کیونکہ ان سے براہ راست کلام کرنے والے پیغمبر تھے ۸۔ پکارنے والے حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں یا دوسرا فرشتہ جس کی یہ ڈیوٹی ہوگی اور ظالمین سے مراد کفار ہیں جیسا کہ اگلی آیت سے پتہ لگ رہا ہے ۹۔ اگرچہ روکنا دنیا میں ہی ہو چکا تھا لیکن چونکہ اس کا نتیجہ آج ظاہر ہو رہا ہے، اس لئے حال سے تعبیر فرمایا گیا گویا وہ قیامت میں روک رہے ہیں۔

كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ

رکھتے ہیں ۱ اور جنت و دوزخ کے بیچ میں ایک پردہ ہے ۲ اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے ۳

يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ

کہ دونوں فریق کو ان کی نشانیوں سے پہچانیں گے ۴ اور وہ جنتیوں کو پکاریں گے

اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾

کہ سلام تم پر ۵ یہ جنت میں نہ گئے اور اس کی طمع رکھتے ہیں ۶

وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا

اور جب ان کی آنکھیں دوزخیوں کی طرف پھریں گی کہیں گے

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَنَادٰۤى

اے ہمارے رب ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کر ۷ اور اعراف والے

اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا

کچھ مردوں کو پکاریں گے جنہیں انکی نشانی سے پہچانتے ہیں ۸ کہیں گے

مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾

تمہیں کام آیا تمہارا جتھا اور وہ جو تم غرور کرتے تھے

اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ

کیا یہ ہیں وہ لوگ ۹ جن پر تم قسمیں کھاتے تھے کہ اللہ ان پر اپنی رحمت کچھ

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾

نہ کرے گا ۱۰ ان سے تو کہا گیا کہ جنت میں جاؤ نہ تم کو اندیشہ نہ کچھ غم ۱۱

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا

اور دوزخی بہشتیوں کو پکاریں گے کہ ہمیں اپنے پانی کا

عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا اِنَّ

کچھ فیض دو ۱۲ یا اس کھانے کا جو اللہ نے تمہیں دیا کہیں گے بیشک

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام کفر و عناد اور بد عملی کی وجہ قیامت کا انکار ہے۔ اگر بندے کے دل میں قیامت کا خوف ہو تو جرم کرنے کی ہمت ہی نہ کرے ۲۔ تا کہ دوزخ کا اثر جنت میں اور جنت کا اثر دوزخ میں نہ آسکے اور حق یہ ہے کہ یہ پردہ اعراف ہی ہے چونکہ یہ پردہ بہت اونچا ہوگا اس لئے اسے اعراف کہا جاتا ہے۔ اس پر صرف انسان ہوں گے اور صرف بالغ مرد جیسا کہ رجال سے معلوم ہوا۔ ۳۔ ثعلبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اعراف والے حضرت عباس، حمزہ، جعفر و علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں۔ جو اپنے محبین کو چہرے کی سفیدی سے اور اپنے دشمنوں کو چہرے کی سیاہی سے پہچانیں گے (صواعق) بعض نے فرمایا کہ وہ انبیاء کرام ہوں گے بعض نے فرمایا کہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں گناہ برابر تھے۔ اور بھی اس میں چند قول ہیں ۴۔ یعنی جنت دوزخ میں داخلے سے پہلے ہی وہ ہر ایک کو پہچانیں گے لہٰذا حضور بھی ہر سعید و شقی کو ضرور پہچانیں گے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ نورانی مخلوق لاکھوں کوس کی معمولی آواز سن لیتی ہے۔ کیونکہ جنت آسمانوں سے بھی زیادہ اونچی ہے۔ اور دوزخ نہایت ہی گہری۔ مگر پھر بھی جنتی لوگ دوزخیوں کو چیخ و پکار سن لیں گے تو دنیا میں بھی نورانی لوگ دور والوں کی فریاد سن لیتے ہیں۔ حضرت سلیمان نے دور سے چیونٹی کی باتیں سن لیں رب فرماتا ہے فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا۔ اسی طرح اصحاب اعراف دور کے لوگوں کا حال دیکھیں گے اور کلام سنیں گے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعراف کے لوگ جنتی لوگوں سے کم درجے والے ہوں گے ورنہ طمع کے کیا معنی لہٰذا یہ قول قوی ہے کہ اعراف والے وہ ہیں جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہیں ۷۔ یعنی ہم کو دوزخ والوں میں سے نہ کر۔ یہ دعا محض برکت کے لئے ہوگی ورنہ وہ جگہ دعا کرنے کی نہیں۔ دعا و عبادت دنیا میں ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار و مجرم نشانی سے پہچانے جائیں گے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور کو قیامت میں مومن و منافق کی پہچان نہ ہو ۹۔ یہ سوال عتاب کے طور پر ہوگا نہ کہ پوچھنے کے لئے ۱۰۔ یعنی دنیا میں ان جنتیوں کی غریبی فقیری دیکھ کر تم قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ انہیں آخرت میں بھی اللہ کی رحمت نہ ملے گی۔ دیکھو آج یہ کیسے مزے میں ہیں اور تم کیسی مصیبت میں۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں مومن کی فقیری یا کافر کی امیری سے دھوکا نہ کھانا چاہیے۔ ۱۱۔ یعنی جنت میں نہ آئندہ کا خوف ہوگا نہ گزشتہ کا غم۔ نہ بیماری ہے نہ آزاری، نہ کوئی اندیشہ نہ نااتفاقی۔ نہ عداوت نہ آپس کے بغض۔ اس ایک جملہ میں تمام تکلیف دہ چیزوں کی نفی ہوگئی۔ ۱۲۔ جب اعراف والے جنت میں داخل ہو جائیں گے تو دوزخی لوگ عرض کریں گے کہ خدایا ہمارے کچھ عزیز و اقارب جنت میں ہیں ہم کو اجازت دے کہ ہم انہیں دیکھیں ان سے کچھ بات چیت کریں انہیں اجازت دی جاوے گی۔ دوزخی تو اہل جنت کو پہچان لیں گے مگر جنتی دوزخ والوں کو نہ پہچان سکیں گے۔ کیونکہ دوزخیوں کے منہ بگڑ چکے ہوں گے۔ یہ دوزخی جنتیوں کو نام لے کر پکاریں گے کہ ہمیں پانی دو ہمیں کھانا دو، ہم جل گئے ہیں ہم پر پانی ڈالو۔ اس پر جنتی لوگ وہ جواب دیں گے جو آگے آرہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت اوپر ہے اور دوزخ نیچے کیونکہ افیضوا افاضہ سے ہے جس کے معنی اوپر سے نیچے منتقل ہونے کے ہیں۔

اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا

اللہ نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا ہے [۱] جنہوں نے اپنے دین کو

دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ

کھیل تماشہ بنا لیا [۲] اور دنیا کی زیست نے انہیں فریب دیا [۳] تو آج ہم انہیں

نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا وَمَا كَانُوْا

چھوڑ دیں گے [۴] جیسا انہوں نے اس دن کے ملنے کا خیال چھوڑا تھا [۵] اور جیسا ہماری آیتوں

بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ

سے انکار کرتے تھے [۶] اور بیشک ہم انکے پاس ایک کتاب لائے [۷] جسے ہم نے ایک

عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ هَلْ

بڑے علم سے مفصل کیا [۸] ہدایت و رحمت ایمان والوں کے لئے [۹] کاہے کی راہ

يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ

دیکھتے ہیں [۱۰] مگر اس کی کہ اس کتاب کا کہا ہوا انجام سامنے آئے جس دن اس کا بتایا انجام

الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا

واقع ہوگا [۱۱] بول اٹھیں گے وہ جو اسے پہلے سے بھلائے بیٹھے تھے کہ بیشک ہمارے رب کے

بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ

رسول حق لائے تھے [۱۲] تو ہیں کوئی ہمارے سفارشی جو ہماری شفاعت کریں [۱۳] یا ہم واپس

نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ قَدْ خَسِرُوْٓا

بھیجے جائیں کہ پہلے کاموں کے خلاف کام کریں [۱۴] بے شک انہوں نے اپنی جانیں

اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ

نقصان میں ڈالیں [۱۵] اور ان سے کھوئے گئے جو بہتان اٹھاتے تھے [۱۶] بیشک

رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ

تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی مومن کو دوزخی کافر سے بالکل محبت نہ ہوگی نہ رحم آوے گا۔ اگرچہ اس کا باپ یا بیٹا یا دوست ہو کہ مانگنے پر بھی ادھر پانی نہ پھینکے گا خیال رہے کہ یہاں حرام سے مراد شرعی حرام نہیں کیونکہ وہاں شرعی احکام جاری نہ ہوں گے بلکہ مراد کامل محرومی ہے۔ رب فرماتا ہے وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ یہاں بھی حرام ، معنی محروم ہے۔ ۲۔ اس طرح کہ اپنی نفسانی خواہشوں سے جسے چاہا حرام کہا جسے چاہا حلال اور مومنوں کا مذاق اڑایا۔ ۳۔ کہ دنیا کی لذتوں میں مشغول ہو کر آخرت کو بھول گئے اور بال بچوں کی محبت میں گرفتار ہو کر اللہ کے حبیب سے محبت کا رشتہ قائم نہ کر سکے ۴۔ یعنی دوزخ یا عذاب میں یا ہم رحم نہ کریں گے۔ مطلق چھوڑنا مراد نہیں کیونکہ وہ رب کی پکڑ میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس سے کبھی نہ چھوٹیں گے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ یہاں نسیان اپنے معنی میں نہیں کیونکہ رب تعالیٰ کے لئے ناممکن ہے۔ ۵۔ یعنی دیدہ دانستہ قیامت کا انکار کیا لہٰذا یہاں نسیان سے مراد بھول نہیں بلکہ بھول کے لازمی معنی ہیں۔ کیونکہ وہ عمداً قیامت کے منکر تھے ۶۔ یعنی قرآن شریف جو ان کی زبان، ان کے ملک میں نازل ہوا جس سے انہیں بہت عزت ملی کہ تمام جہان ان کا دست نگر ہو گیا معلوم ہوا کہ قرآن کریم سب کے لئے عموماً اور اہل عرب کے لئے خصوصاً بڑی نعمت ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف میں ہر علم تفصیل وار مذکور ہے۔ جسے رب قوت قدسیہ دے وہ اس سے ہر علم حاصل کر سکتا ہے۔ ۸۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی رحمت عامہ سارے عالم کے لئے ہے کہ اس کی برکت سے دنیا میں ظاہری عذاب آنے بند ہو گئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر رحمت خاصہ اور ہدایت صرف مومنوں کے لئے ہے لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں۔ رب حضور کے بارے میں فرماتا ہے۔ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور فرماتا ہے وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جسے حضور سے ایمان نہ ملے اسے اور کسی ذریعہ سے ایمان نہیں مل سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کا آخری ذریعہ ہیں۔ اور اب حضور کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا ۱۰۔ اس دن سے مراد یا تو ان کی موت کا دن ہے کہ وہ فرشتوں کو دیکھ کر یہ کہیں گے یا قیامت کا دن مگر دوسرا احتمال زیادہ قوی ہے اور آئندہ مضمون کے مناسب ۱۱۔ حضور کا تشریف لانا گویا تمام رسولوں کا تشریف لانا ہے۔ دیکھو عرب میں حضور کے سوا کوئی رسول حضرت اسماعیل علیہ السلام کے وقت سے تشریف نہ لائے مگر یہاں جمع فرمایا گیا ۱۲۔ قیامت میں کفار جب دیکھیں گے کہ مسلمانوں کی شفاعت نبیوں ولیوں علماء چھوٹے بچوں ماہ رمضان خانہ کعبہ وغیرہ نے کی تب کف افسوس ملتے ہوئے یہ کہیں گے اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں کی شفاعت ہوگی۔ دوسرے یہ کہ کفار کی شفاعت نہ ہوگی۔ تیسرے یہ کہ شفاعت کرنے والے بہت ہوں گے اسی لئے وہ شفعاء جمع کے صیغے سے کہیں گے۔ لیکن اول قیامت بے کسی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا شفاعت کوئی نہ کرے گا۔ اسی لئے شفیع المذنبین حضور ہی کا لقب ہے۔ شفاعت کبریٰ حضور ہی کریں گے۔ دروازہ شفاعت آپ کے ہی ہاتھ پر کھلے گا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۳۔ اس طرح کہ ایمان اور نیک اعمال اختیار کریں۔ کفر اور گناہوں سے بچیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان بھی عمل میں سے ہے یعنی عمل قلب، جہاں ایمان کے ساتھ عمل کا ذکر ہو وہاں جسم کے عمل مراد ہوتے ہیں ۱۴۔ اس طرح کہ ایمان و عمل کا وقت ضائع کر بیٹھے اور بعد میں پچھتائے ۱۵۔ معلوم ہوا کہ جھوٹے معبود ان کا ساتھ چھوڑیں گے محبوبین خدا ہم گنہگاروں کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ اگر وہ بھی ساتھ چھوڑ دیں تو فرق کیا

(بقیہ صفحہ ۲۴۹) رہے۔

ا۔ تا کہ بندے بھی اپنے کام میں جلدی نہ کیا کریں آہستگی سے کریں۔ چھ دن سے مراد چھ دن کی مقدار کا وقت ہے ورنہ اس وقت دن رات نہ تھے۔ سورج پیدا نہ ہوا تھا ۲۔ یہاں ڈھانکنے سے مراد زائل کرنا ہے یعنی رات کی اندھیری دن کی روشنی کو اور پھر آئندہ دن کی روشنی رات کی اندھیری کو دور کر دیتی ہے۔ ڈھانکنے کے عرفی معنی مراد نہیں کہ موجود تو ہو مگر غلاف میں چھپی ہوئی کیونکہ دن کے وقت رات نہیں ہوتی اور رات کے وقت دن نہیں ہوتا ورنہ دو ضدیں جمع ہوں گی۔ ۳۔ کہ

سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف يُغْشِى الَّيْلَ

بنائے لہ پھر عرش پر استوا فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے رات دن کو

النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ

ایک دوسرے سے ڈھانکتا ہے ۲ کہ جلد اسکے پیچھے لگا آتا ہے ۳ اور سورج اور چاند اور تاروں

مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ

کو بنایا سب اس کے حکم کے دبے ہوئے سن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا ۴ بڑی برکت والا

اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ

ہے اللہ رب سارے جہان کا ۵ اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ ۶

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ

بیشک حد سے بڑھنے والے ۷ اسے پسند نہیں ۸ اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ ۹

بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ

اس کے سنورنے کے بعد ۱۰ اور اس سے دعا کرو ڈرتے اور طمع کرتے ۱۱ بیشک اللہ کی رحمت

اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَهُوَ الَّذِىْ يُرْسِلُ

نیکوں سے قریب ہے ۱۲ اور وہی ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے ۱۳

الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتْ

اس کی رحمت کے آگے مژدہ سناتی یہاں تک کہ جب اٹھا لائیں بھاری

سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ

بادل ۱۴ ہم نے اسے کسی مردہ شہر کی طرف چلایا ۱۵ پھر اس سے پانی اتارا

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ

پھر اس سے طرح طرح کے پھل نکالے ۱۶ اسی طرح ہم مردوں

الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ

کو نکالیں گے ۱۷ کہیں تم نصیحت مانو اور جو اچھی زمین ہے اس کا

دن رات کا ایسا سلسلہ قائم فرمایا جو کبھی ٹوٹتا نہیں اور چاند سورج نہ کبھی ٹھہریں نہ خراب ہوں نہ مرمت کیلئے کسی کارخانہ میں بھیجے جاویں۔ انسان اپنی چیز کو بگاڑ سکتا ہے رب کی چیز کو نہیں۔ ۴۔ یا اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کا ہی ہے عالم خلق اور عالم امر' عالم امر تو وہ چیزیں ہیں جو فقط امر کن سے بنیں جیسے فرشتے' ارواح وغیرہ اور عالم خلق وہ جو کسی مادے سے بنا۔ جیسے عالم اجسام جو مٹی پانی وغیرہ سے بنے۔ عالم امر کو ملکوت بھی کہتے ہیں اور عالم اجسام کو ملک۔ اسی لئے رب کو مالک الملک و الملکوت کہا جاتا ہے۔ ۵۔ عالم اللہ کے سوا کو کہتے ہیں کبھی ہر نوع کو علیحدہ عالم کہا جاتا ہے۔ جیسے عالم انسان' عالم حیوانات' عالم اشجار وغیرہ۔ اس لحاظ سے عالم کو جمع فرمایا جاتا ہے۔ جیسے علم اور علوم علم جنس ہے مگر قسموں اور نوعیتوں کے لحاظ سے جمع بولا جاتا ہے۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ دعا اور ذکر اکثر آہستہ ہونا چاہیے۔ یہ سب مانتے ہیں کہ دعا اور ذکر آہستہ بھی جائز ہے اور علانیہ بھی۔ ہاں اس میں اختلاف ہے کہ بہتر کیا ہے۔ حق فیصلہ یہ ہے کہ اگر اظہار میں ریا کا اندیشہ ہو تو آہستہ بہتر ہے اور اگر دوسروں کو بھی ذکر و دعا کی رغبت دینا مقصود ہو تو علانیہ افضل ہے۔ رب فرماتا ہے اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِىَ، اور فرماتا ہے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ، اگر اللہ کا ذکر بلند آواز سے کرنا منع ہوتا تو اذان' حج کا تلبیہ جہری نمازوں میں قرات' تکبیر تشریق اونچی آوازوں سے نہ ہوا کرتیں۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب جاء الحق میں مطالعہ کرو۔ ۷۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا ذکر بالجہر میں حد سے زیادہ جہر کرنا بھی ناپسند ہے۔ اسی لئے فقہا فرماتے ہیں کہ امام ضرورت سے زیادہ بلند آواز سے قرات نہ کرے اسی وجہ سے لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھانا بہتر نہیں کہ اس میں ضرورت سے زیادہ جہر ہے۔ یہ مسائل اس آیت سے مستنبط ہیں۔ رب فرماتا ہے وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۸۔ حد سے بڑھنے کی بہت صورتیں۔ ناجائز دعائیں مانگنا جیسے خدایا مجھے نبی بنا دے یا مجھے کبھی موت نہ آئے جہاں آہستگی بہتر ہو وہاں علانیہ ذکر یا دعا کرنا جیسے جہاد وغیرہ میں' جب کفار پر چھپ کر حملہ کرنا ہو۔ دعا میں غیر ضروری قیدیں لگانا۔ خدایا مجھے جنت کا سفید محل دے جس میں پچاس درخت انگور کے ہوں وغیرہ ۹۔ کفر و فسق و گناہ نہ کرو کہ اس سے دنیاوی مصیبتیں آتی ہیں فساد پھیلتے ہیں بخل سے قحط زنا سے وبا آتے ہیں ۱۰۔ یعنی اب جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے زمین میں ایمان تقویٰ عدل و انصاف قائم ہو گیا تو تم کفر و شرک ظلم و ستم نہ کرو۔ معلوم ہوا کہ اگرچہ فساد پھیلانا بہرحال برا ہے مگر جہاں اصلاح ہو چکی ہو وہاں فساد پھیلانا زیادہ برا ہے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ دعا و عبادات میں خوف و امید دونوں چاہیے انشاء اللہ جلد قبول ہو گی ۱۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کی رحمت ہیں لہٰذا محسنین سے قریب ہیں رب فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۱۳۔ قرآن میں رحمت کی ہوا کو ریاح عذاب کی ہوا کو ریح فرمایا

نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖۚ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا

سبزہ اللہ کے حکم سے نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا مگر تھوڑا

نَكِدًاؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ۠ ﴿۵۸﴾

بمشکل لے ہم یونہی طرح طرح سے آیتیں بیان کرتے ان کیلئے جو احسان مانیں ۲

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا

بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ۳ تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ

کو پوجو ۴ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بیشک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب

یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ

کا ڈر ہے اس کی قوم کے سردار بولے ہم تمہیں کھلی گمراہی میں

ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ

دیکھتے ہیں ۵ کہا اے میری قوم مجھ پر گمراہی کچھ نہیں ۶ میں تو

رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ

رب العالمین کا رسول ہوں ۷ تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا

وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَوَ

اور تمہارا بھلا چاہتا اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے ۸ اور

عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ

کیا تمہیں اس کا اچنبا ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں کے

لِیُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ

ایک مرد کی معرفت ۹ کہ وہ تمہیں ڈرائے اور تم ڈرو اور کہیں تم پر رحم ہو ۱۰ تو انہوں نے اسے

فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ

جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے نجات دی اور اپنی آیتیں جھٹلانے والوں

(بقیہ صفحہ ۲۵۰) جاتا ہے ۱۴۔ سمندر سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خود ہوا بادل نہیں بن جاتی بلکہ سمندر کا پانی بھاپ بن کر طبقہ زمہریر میں پہنچتا ہے۔ پھر ہواؤں کے ذریعہ دوسری جگہ منتقل ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بھاپ میں بوجھ ہوتا ہے کیونکہ بادل جمی ہوئی بھاپ ہی کا نام ہے۔ اسے قرآن کریم نے بھاری فرمایا ۱۵۔ جہاں عرصے سے بارش نہ ہوئی تھی اور زمین خشک پڑی تھی معلوم ہوا کہ ہر چیز کی موت علیحدہ ہے۔ ۱۶۔ کیونکہ بارش کے پانی کے بغیر کبھی پھل پھول نہیں ہوتے۔ کنوئیں دریا کے پانی بارش کی جگہ کام نہیں دیتے ۱۷۔ جیسے بارش کی برکت سے خشک لکڑیوں کو ہرا بھرا کر کے پھولوں سے لاد دیتے ہیں ایسے ہی صور کی آواز سے مردوں کو زندہ فرمادیں گے۔

ا۔ یعنی بارش زمین یا زمین میں بوئے ہوئے تخم کو نہیں بدل سکتی۔ ایسے ہی قرآن کریم فطرت نہیں بدلتا۔ اس سے کوئی صدیق بن جاتا ہے کوئی زندیق۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث سے نااہل گمراہ بھی بن جاتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّ یَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا غافل لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے قرآن روحانی بارش ہے۔ ۳۔ نوح علیہ السلام کا نام شریف یشکر یا عبدالغفار ابن ملک ابن متوشلخ ابن اخنوق ہے۔ اخنوق ادریس علیہ السلام کا نام شریف ہے۔ آپ کی عمر قریباً پندرہ سو برس ہوئی۔ چونکہ آپ خوف الٰہی میں گریہ و نوحہ بہت کرتے رہے اس لئے آپ کا لقب نوح علیہ السلام ہوا۔ آپ کے زمانے میں بہن سے نکاح حرام ہوا ۴۔ ایمان لاؤ یا ایمان لا کر عبادت کرو کیونکہ کافر پر عبادت فرض نہیں ہوتی۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انبیاء کرام کے مطیع اکثر غریب و مسکین ہوتے ہیں۔ امیر اور سرداران کے مخالف۔ مگر مرزا قادیانی کے مطیع اکثر امراء اور وجاہت والے ہوئے غرباء علیحدہ رہے دوسرے یہ کہ نبی کو گمراہ کہنا مشرکوں کا طریقہ ہے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت اور گمراہی جمع نہیں ہو سکتیں اور کوئی نبی ایک آن کے لئے بھی گمراہ نہیں ہو سکتے کیونکہ لکن کا بعد لکن سے پہلے کے ساتھ جمع نہیں ہوا کرتا۔ اگر نبی گمراہ ہوں تو انہیں ہدایت کون کرے۔ ۷۔ کیونکہ جب دنیاوی بادشاہ نااہل بے علم، ناسمجھ کو اپنا وزیر یا حاکم نہیں بناتے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ رب العالمین کم عقل یا گمراہ یا کم علم کو نبوت جیسا عمدہ عطا فرماوے۔ اس میں رب کی توہین ہے کہ اس کا انتخاب غلط ہو۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کی شان پوسٹ مین کی طرح صرف احکام پہنچا دینا نہیں بلکہ وہ احکام پہنچاتے بھی ہیں انہیں لوگوں میں جاری بھی کرتے ہیں اور قبول بھی کراتے ہیں۔ یہ ان کی نصیحت ہے اور رب کی طرف سے خصوصی علم بھی لے کر آتے ہیں۔ جو دوسروں کو نہیں ملتے۔ رسالات کے جمع فرمانے سے معلوم ہوا کہ وہ حضرات عقائد، اعمال، تصوف یعنی شریعت و طریقت کے تمام مسائل پہنچاتے ہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ نبوت مردوں سے خاص ہے کوئی عورت نبی نہیں ہوئی رب فرماتا ہے وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ نیز نبوت صرف انسانوں میں ہے کوئی جن یا فرشتہ نبی نہیں ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت ہمیشہ اعلیٰ خاندان کے اعلیٰ افراد کو عطا ہوئی تا کہ انہیں کوئی نظر حقارت سے نہ دیکھ سکے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی یوسف علیہ السلام کے دامن سے داغ غلامی دھونے کے لئے سات برس کی قحط سالی بھیجی اور تمام دنیا کو ان کا غلام بنا دیا۔ ایک نبی کے احترام کے لئے تمام دنیا کو مصیبت میں مبتلا فرما دیا۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نبیوں کا انسانوں میں آنا اللہ تعالیٰ کی انسانوں پر خاص رحمت ہے کہ اس سے انسانیت ہمیشہ فخر کرے گی۔

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ ﴿٦٤﴾ وَإِلَىٰ عَادٍ

کو ڈبو دیا لہ بے شک وہ اندھا گروہ تھا ٢ے اور عاد کی طرف ٣ے ان کی

أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ

برداری سے ہود کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو ٤ے اس کے سوا تمہارا کوئی

إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٦٥﴾ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا

معبود نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں اس کی قوم کے سردار بولے

مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ

بے شک ہم تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں ٥ے اور بے شک ہم تمہیں جھوٹوں

مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٦٦﴾ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي

میں گمان کرتے ہیں کہا اے میری قوم مجھے بے وقوفی سے کیا علاقہ اور میں تو

رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٧﴾ أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي

پروردگار عالم کا رسول ہوں ٦ے تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا ہوں

وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ﴿٦٨﴾ أَوَعَجِبْتُمْ أَن جَاءَكُمْ ذِكْرٌ

اور تمہارا معتمد خیرخواہ ہوں ٧ے اور کیا تمہیں اس کا اچنبا ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے

مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ ۚ وَاذْكُرُوا

رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں سے ایک مرد کی معرفت کہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد

إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِن بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي

کرو جب اس نے تمہیں قوم نوح کا جانشین کیا اور تمہارے بدن کا

الْخَلْقِ بَسْطَةً ۖ فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٦٩﴾

پھیلاؤ بڑھایا ٨ے تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو کہ کہیں تمہارا بھلا ہو ٩ے

قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ

بولے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو ١٠ے کہ ہم ایک اللہ کو پوجیں اور جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے

ع ٨ ١٥

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے دشمنوں پر اس وقت تک دنیاوی عذاب نہیں آتا جب تک وہ پیغمبر کی نافرمانی نہ کریں رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا آپ کی کشتی میں چالیس مرد چالیس عورتیں تھیں مگر آپ کی اولاد کے سوا کسی کی نسل نہ چلی۔ اس لئے آپ کو آدم ثانی کہتے ہیں ۲۔ یعنی ان کے پاس نبوت کی شان دیکھنے والی آنکھ نہ تھی۔ ان کے دل اندھے تھے اگرچہ آنکھیں کھلی تھیں۔ اس لئے بہت سے نابینا صحابی بن گئے۔ اور بہت سے انکھیارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے باوجود صحابی تو کیا مومن بھی نہ بنے ۳۔ قوم عاد دو ہیں عاد اولیٰ جن کے پیغمبر ہود علیہ السلام ہیں جو یمن میں آباد تھے' عاد ثانیہ جنہیں ثمود کہتے ہیں ان کے پیغمبر صالح علیہ السلام ہیں۔ ان دونوں میں سو برس کا فاصلہ ہے۔ پہلے عاد ابن ارم ابن سام ابن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ حضرت ہود کا نسب یہ ہے۔ ہود ابن عبداللہ ابن رباح ابن خلود ابن عاد ابن عوص ابن ارم ابن سام ابن نوح علیہ السلام (روح البیان) ۴۔ بندگی سے مراد ایمان لانا ہے کہ یہ تمام بندگیوں کی اصل ہے۔ ۵۔ جو کوئی نبی کی عقل یا علم کسی سے کم مانے وہ بے دین ہے۔ وہ حضرات علم و عقل کے انتہائی درجہ میں ہوتے ہیں۔ اس قوم کا کفر یہ بیان ہوا کہ انہوں نے اپنے کو ہود علیہ السلام سے زیادہ عقلمند سمجھا۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت اور سفاہت جمع نہیں ہو سکتی نبی کامل عقل والے ہوتے ہیں اور ہمیشہ ہدایت پر ہوتے ہیں۔ ایک آن کے لئے بھی رب سے غافل نہیں ہوتے ورنہ لکن کے معنی درست نہیں ہو سکتے خیال رہے کہ تمام جہان کی عقل نبی کی عقل کی نسبت سے ایسی ہے جیسے قطرہ سمندر کی نسبت سے۔ اور تمام رسولوں کی عقل حضور کی نسبت سے ایسی ہے جیسے قطرہ سمندر کی نسبت سے۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جاہلوں کی بدتمیزی پر تحمل کرنا سنت انبیاء ہے۔ دیکھو ہود علیہ السلام نے ان کی سخت اور بدتمیز گفتگو کا جواب سختی سے نہ دیا بلکہ نرمی سے دیا۔ دوسرے یہ کہ اپنے فضائل بیان کرنا تبلیغ کے لئے یا خدا کے شکر کے لئے سنت انبیاء ہے فخر کے لئے نہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم تاریخ بھی اچھی چیز ہے بشرطیکہ صحیح ہو۔ اور گزشتہ قوموں کے حالات سے سبق لینا ضروری ہے۔ نیز اللہ کی نعمتوں میں غور کرنا عبادت ہے کہ اس سے بہت عبرت ہوتی ہے ۹۔ اللہ نے انہیں سلطنت اور قوت بدنی عطا فرمائی تھی چنانچہ شداد ابن عاد جیسا بڑا بادشاہ انہیں میں ہوا۔ ان میں پست قد آدمی ساٹھ ہاتھ اور لمبا آدمی سو ہاتھ کا تھا۔ بڑے قوت والے اور شہ زور تھے ان کا سر خیمہ کے برابر آنکھیں پرندوں کے گھونسلوں کی طرح تھیں ۱۰۔ معلوم ہوا کہ خدا کی نعمتوں کو یاد کرنا اور یاد رکھنا عبادت ہے۔ اس میں محفل میلاد شریف بھی داخل ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا چرچا ہے اور ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ ۱۱۔ ہود علیہ السلام بستی سے دور عبادت خانے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ جب کوئی وحی تبلیغی آتی تو بستی میں آکر لوگوں کو سنایا کرتے تھے۔ تب قوم یہ جواب دیتی تھی۔ لہٰذا یہاں آنے سے مراد جنگل سے بستی میں آنا ہے۔

يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ

انہیں چھوڑ دیں تو لاؤ جس کا ہمیں وعدے دے رہے ہو اگر

الصّٰدِقِيْنَ ۝۷۰ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ

سچے ہو کہا ضرور تم پر تمہارے رب کا عذاب اور غضب پڑ گیا

وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ

کیا مجھ سے خالی ان ناموں میں جھگڑ رہے ہو جو تم نے اور تمہارے

اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا

باپ دادا نے رکھ لئے اللہ نے ان کی کوئی سند نہ اتاری تو راستہ دیکھو

اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝۷۱ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ

میں بھی تمہارے ساتھ دیکھتا ہوں تو ہم نے اسے اور اس کے ساتھ

مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

والوں کو اپنی ایک بڑی رحمت فرما کر نجات دی اور جو ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے

بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝۷۲ ع وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ

انکی جڑ کاٹ دی اور وہ ایمان والے نہ تھے اور ثمود کی طرف ان کی برادری

صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

سے صالح کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا

اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ

کوئی معبود نہیں بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آئی یہ اللہ

نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ

کا ناقہ ہے تمہارے لئے نشانی تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے

اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۷۳

اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ کہ تمہیں دردناک عذاب آئے

ع ۹ / ۱۶ — وقف لازم

۱۔ یعنی بت' اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے مقابلہ میں جاہل باپ دادوں کی ناجائز رسموں کی پابندی کفار کا طریقہ ہے۔ سارے عالم کے لوگ پیغمبر کے فرمان کے مقابلہ میں جھوٹے ہیں اور پیغمبر سچے وہاں کثرت رائے کا اعتبار نہیں ہوتا۔ ۲۔ یعنی ہم تم کو تمہاری پاک سیرت و صورت اور تمہارے معجزے دیکھ کر سچا نہیں مانیں گے۔ بلکہ عذاب دیکھ کر سچا مانیں گے سچ ہے خدا جب دین لیتا ہے عقل بھی چھین لیتا ہے۔ ۳۔ قرآن کریم میں آئندہ یقینی واقعات کو ماضی سے تعبیر فرما دیتے ہیں۔ چونکہ عذاب آنا یقینی تھا لہٰذا فرمایا گیا کہ سمجھو عذاب آ ہی گیا۔ ۴۔ جن کی حقیقت کچھ نہیں صرف فرضی نام ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہندوستان کے مشرکوں نے جن بتوں کو گھڑ رکھا ہے۔ مہادیو' گنیش' ہنومان وغیرہ یہ سب فرضی نام ہیں۔ نہ یہ مخلوق کبھی تھی نہ آئندہ ہو سکتی ہے۔ ہنومان کے چوتڑوں پر دم' گنیش کے منہ پر سونڈ' کسی کے سر پر سینگ ایسے انسان کبھی ہوئے نہیں صرف فرضی قصے ہیں۔ اب بعض جاہل مسلمانوں کا ان کو ولی یا نبی کہنا نری حماقت ہے۔ ان کی انسانیت بلکہ ان کی ہستی ہی ثابت نہیں پھر ولایت و نبوت کیسی ۵۔ کہ کسی نبی نے اس مخلوق کا ذکر نہ فرمایا ایسے ہی ہندوؤں کے بتوں کرشن' رامچندر وغیرہ کی کسی نبی کسی رسول نے خبر نہ دی لہٰذا ان کا ثبوت نہیں ۶۔ اپنی ہلاکت و عذاب کے تم بھی منتظر رہو میں بھی انتظار کرتا ہوں ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی ولی اور کوئی مومن اللہ کی رحمت سے بے نیاز نہیں سب اس کی رحمت کے حاجت مند ہیں۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو رسول کی طفیل اور ان کی ہمراہی کی برکت سے رحمت ملتی ہے اسی لئے فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ. جس سے معلوم ہوا کہ نبی کی ہمراہی نجات کا سبب ہے۔ ۸۔ اس طرح کہ ان کا ایک فرد باقی نہ بچا اور نسل بھی ختم کر دی گئی۔ آئندہ کوئی ان کا نام لیوا نہ رہا ۹۔ چنانچہ پہلے ان پر تین سال قحط آیا۔ بارش بند ہو گئی۔ ان کی ایک جماعت دعا کے لئے مکہ معظمہ حاضر ہوئی۔ دعا کی۔ واپس آنے پر ان پر دو قسم کے بادل بھیجے گئے۔ کالے اور سفید اور فرمایا گیا کہ ان میں کونسا بادل پسند کرتے ہو۔ وہ بولے کالا۔ کالا بادل آیا اور بجائے بارش کے ان پر ایسی آندھی آئی کہ سارے کافر ہلاک کر دیئے گئے۔ ہود علیہ السلام بمعہ باقی مسلمانوں کے مکہ معظمہ میں تشریف لا کر مقیم رہے اور یہاں ہی آپ کی وفات ہوئی اور مطاف میں دفن ہوئے۔ ۱۰۔ ثمود بھی عرب کا قبیلہ ہی تھا یہ لوگ ثمود ابن ارم ابن سام ابن نوح علیہ السلام کی اولاد میں تھے ان کا مقام حجر میں تھا جو حجاز و شام کے درمیان واقع ہے۔ ۱۱۔ آپ کا نام صالح ابن عبید ابن آصف ابن فاتح ابن عبید ابن حاذر ابن ثمود ہے۔ چونکہ آپ قوم ثمود میں سے ہی تھے' اس لئے آپ کو اس قوم کا بھائی فرمایا گیا ورنہ نبی امت کے بھائی نہیں ہوتے وہ تو باپ سے زیادہ عظمت رکھتے ہیں اسی لئے نبی کی بیویاں امت کی بھاوجیں نہیں ہوتیں بلکہ ان کی مائیں ہوتی ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ قوم ثمود قوم عاد کے بعد ہوئی اور صالح علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام کے بعد ہیں (روح) ۱۲۔ جو اللہ کی قدرت سے بغیر ماں باپ پیدا ہوا۔ یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالٰی کے سوار ہونے کا ناقہ ہے۔ جیسا کہ دیانند سرسوتی نے اپنی بیوقوفی سے سمجھا۔ قوم ثمود کے سردار جندع ابن عمرو نے صالح علیہ السلام سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو پہاڑ کے اس پتھر سے ایسی صفات کی اونٹنی پیدا کریں۔ اگر ہم نے یہ معجزہ دیکھ لیا تو آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ نے ایمان کا وعدہ لے کر رب سے دعا کی۔ سب کے سامنے وہ پتھر پھٹا اور اسی شکل و صورت کی پوری جوان اونٹنی' نمودار ہوئی اور پیدا ہوتے ہی اپنے برابر بچہ جنا۔ یہ دیکھ کر جندع تو ایمان

(بقیہ صفحہ ۲۵۳) لے آیا مع اپنے خاص لوگوں کے' باقی اپنے وعدے سے پھر گئے اور کفر پر قائم رہے۔ اب یہ اونٹنی اس جگہ رہتی بستی رہی (روح) ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر حلال چیز کا کھانا نقصان دے تو اس سے پرہیز کرے۔ اونٹ کا گوشت حلال ہے لیکن چونکہ اس اونٹنی کو ذبح کرنے پر عذاب الٰہی آنے کا خوف تھا لہٰذا اس سے بچنا لازم ہو گیا۔ آج بھی بعض بزرگوں کے جنگل کا شکار تجربہ سے مضر ثابت ہوا۔ بعض بزرگوں کے تالاب کی مچھلیاں وغیرہ یہ چیزیں حرام نہیں بلکہ نقصان دہ ہیں لہٰذا ان سے بچنا ایسا ہے جیسے بلغمی مزاج والے کا بادی چیزوں سے پرہیز کرنا۔

وَاذْكُرُوٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ

اور یاد کرو جب تم کو عاد کا جانشین کیا لہ اور ملک میں جگہ دی

فِى الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا

کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو ۲

وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ

اور پہاڑوں میں مکان تراشتے ہو تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو

وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الْمَلَاُ

اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو ۳ اس کی قوم کے

الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

متکبر والے ۴ کمزور مسلمانوں سے بولے

لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ

کیا تم جانتے ہو ۵ کہ صالح اپنے رب کے رسول

مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾

ہیں ۶ بولے وہ جو کچھ لے کر بھیجے گئے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں ۷

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ

متکبر بولے جس پر تم ایمان لائے ہمیں اس سے

كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ

انکار ہے ۸ پس ناقہ کی کوچیں کاٹ دیں ۹ اور اپنے رب کے حکم سے

رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ

سرکشی کی اور بولے اے صالح ہم پر لے آؤ جس کا تم وعدہ دے رہے ہو اگر

مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا

تم رسول ہو تو انہیں زلزلے نے آ لیا ۱۰ تو صبح کو اپنے

ا۔ اس طرح کہ قوم عاد کو ہلاک کر کے تم کو بسایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتوں کا یاد کرنا عبادت ہے۔ میلاد شریف بھی عبادت ہے۔ کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد ہے جو تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے۔ ۲۔ قوم ثمود نے گرمیوں کے لئے بستی میں محل بنائے تھے اور سردی کے موسم کے لئے پہاڑوں میں گرم مکانات تعمیر کئے تھے۔ جیسا کہ آج کل بھی دولت مند لوگ کرتے ہیں۔ ان کی عمریں اتنی لمبی ہوتی تھیں کہ مکانات ان کی موجودگی میں فنا ہو جاتے تھے۔ (روح البیان) ۳۔ یعنی زمین میں کفر و گناہ نہ کرو کہ اس سے رب کے عذاب آتے ہیں اور فساد پھیلتا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ چوری' ڈکیتی' شراب' جوا وغیرہ چھوڑ دو ۴۔ یعنی جو واقع میں تو بڑے نہ تھے اپنے کو بڑا سمجھتے تھے۔ متکبر' اور متکبر جب انسان کے لئے بولا جائے تو اس کے یہ ہی معنی ہوتے ہیں اور جب رب تعالیٰ کے لئے ارشاد ہو تو اس کے معنی ہیں بہت ہی بڑا جو ہمارے خیال و قیاس سے باہر ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ آپ کی قوم کے کچھ کمزور اور غریب لوگ تو آپ پر ایمان لائے مگر سردار مالدار ایمان نہ لائے۔ ہمیشہ نبیوں کے ساتھ یہی برتاؤ ہوا کہ ان کی پیروی غرباء و مساکین نے کی۔ ۶۔ ان بدنصیبوں کا یہ سوال مذاق اور ٹھٹھے کے طور پر تھا۔ اسی لئے رب تعالیٰ نے اس سوال کو ان کے کفریات میں ذکر فرمایا ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اجمالی قبول ہے۔ جیسے کہ ہم تمام نبیوں پر اجمالی ایمان لائے ہیں۔ خبر نہیں کہ نبی کتنے ہیں۔ ایسے ہی حضور کے تمام احکام پر اجمالی ایمان لائے خبر نہیں کتنے ہیں ۸۔ یہاں عجیب لطف ہے کہ مومنین نے اپنا ایمان رسالت پر مبنی فرمایا اور کہا کہ جو کچھ لے کر وہ بھیجے گئے ہم اس پر ایمان لے آئے اور کفار نے اپنا کفران کے ایمان پر مبنی کیا کہ جس پر تمہارا ایمان ہے ہم اس کے انکاری ہیں۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ ایمان عام مسلمانوں کا سا چاہیے ۹۔ اگرچہ اونٹنی کی کوچیں ایک شخص قیدار نے کاٹی تھیں لیکن چونکہ سب کے مشورے سے کاٹی تھیں لہٰذا یہ کام سب کی طرف منسوب ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر کی رائے دینا بھی کفر ہے۔ انہوں نے بدھ کے دن کوچیں کاٹیں۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم تین دن کے بعد ہلاک ہو جاؤ گے۔ پہلے دن تمہارے چہرے زرد' دوسرے دن سرخ' تیسرے دن سیاہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ لوگ اتوار کے دن دوپہر کے قریب اولاً ہولناک آواز میں گرفتار ہوئے جس سے ان کے جگر پھٹ گئے اور ہلاک ہو گئے۔ پھر سخت زلزلہ قائم کیا گیا۔ صاحب روح البیان نے فرمایا کہ قوم ثمود میں ایک عورت تھی صدوق' جو نہایت حسینہ جمیلہ مالدار تھی۔ اس کی لڑکیاں بھی بہت خوبصورت تھیں۔ چونکہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی سے اس کے جانوروں کو دشوار ہوتی تھی اس لئے اس نے مصدع ابن دہر کو بلا کر کہا کہ اگر تو اونٹنی کو ذبح کر دے تو میری جس لڑکی سے چاہے نکاح کر لینا۔ یہ دونوں اونٹنی کی تلاش میں نکلے اور دونوں نے اسے ذبح

(بقیہ صفحہ ۲۵۴) کیا۔ مگر قیدار نے ذبح کیا اور مصدع نے ذبح پر مدد دی۔ ۱۰۔ اس طرح اولاً حضرت جبرئیل نے چیخ ماری جس سے سخت زلزلہ پیدا ہوا اور وہ ہلاک ہو گئے لہٰذا چیخ کی آیت اور زلزلہ کی آیت میں تعارض نہیں۔

۱۔ ان کی ہلاکت کے بعد اولاً حضرت صالح علیہ السلام مع مومنوں کے اس بستی سے نکل کر جنگل میں چلے گئے۔ پھر ان کی ہلاکت کے بعد وہاں سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت ان کی لاشوں پر گزرے تو ان لاشوں سے خطاب کرکے بولے۔ ۲۔ اس سے پتہ لگا کہ مردے سنتے ہیں کیونکہ صالح علیہ السلام نے ان کی موت کے بعد یہ کلام اور خطاب فرمایا اور اللہ کے خاص بندے تو بعد وفات دور سے بھی سن لیتے ہیں۔ اسی لئے ہر نمازی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو التحیات میں سلام کرتا ہے۔ حالانکہ جو سلام نہ سن سکے اسے سلام کرنا منع ہے۔ جیسے سویا ہوا یا بے ہوش۔ ایسے ہی جو سلام کا جواب نہ دے سکے اسے بھی سلام کرنا منع ہے۔ جیسے نماز میں یا قضائے حاجت میں مشغول ۳۔ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں۔ آپ سدوم کے نبی تھے اور ابراہیم علیہ السلام شام اور فلسطین کے پیغمبر۔ آپ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کرکے شام میں آئے تھے اور ابراہیم علیہ السلام کی بہت خدمت کی تھی۔ ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے آپ نبی بنائے گئے ۴۔ یعنی اغلام' جس کی تفسیر اگلی آیت میں ہے۔ فاحشہ وہ گناہ ہے جسے عقل بھی برا سمجھے۔ کفر اگرچہ بدترین گناہ کبیرہ ہے مگر اسے رب نے فاحشہ نہ فرمایا کیونکہ نفس انسانی اس سے گھن نہیں کرتی۔ بہتیرے عاقل اس میں گرفتار ہیں۔ مگر اغلام تو ایسی بری چیز ہے کہ جانور بھی اس سے متنفر ہیں سوائے سور کے ۵۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اغلام بازی قوم لوط کی ایجاد ہے اسی لئے اسے لواطت کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ لڑکوں سے اغلام حرام قطعی ہے اس کا منکر کافر ہے تیسرے یہ کہ ان احکام کے کفار بھی مکلف ہیں کیونکہ یہ معاملات ہیں ہاں وہ عبادات کے مکلف نہیں ۶۔ اس طرح کہ اپنی بیویوں کو منہ نہیں لگاتے یا ان کے قابل نہیں رہے۔ کیونکہ لوطی مرد عورت کے قابل نہیں رہتا۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی کے دن برے آتے ہیں تو اوندھی سوجھتی ہے۔ کسی بستی میں اللہ کے پیارے بندوں کا رہنا اس جگہ امن رہنے کا ذریعہ ہے اور ان کا وہاں سے نکل جانا عذاب کا ذریعہ۔ وہ لوگ خود انہیں نکال کر اپنے عذاب کا سامان کرنا چاہتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عربی میں بڑے شہر کو بھی قریہ کہہ دیتے ہیں۔ کیونکہ سدام بڑا شہر تھا۔ لہٰذا جس حدیث میں ہے کہ جمعہ قریہ جواثی میں پڑھا گیا' اس سے مراد شہر جواثی ہے کیونکہ جمعہ گاؤں میں جائز نہیں جن لوگوں نے لفظ قریہ دیکھ کر فرمایا کہ جواثی گاؤں تھا اور گاؤں میں جمعہ جائز ہے۔ ان کی یہ دلیل غلط ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ بال بچے بیوی سب نبی کے اہل بیت میں شامل ہیں۔ لہٰذا حضور کی ازواج اور اولاد سب آل رسول اور اہل بیت نبی ہیں۔ ۹۔ اس عورت کا نام واہلہ تھا۔ آپ پر ایمان نہ لائی بلکہ اپنی قوم کی جاسوسی کرتی تھی۔ معلوم ہوا کہ نبی کی بیوی کافرہ ہو سکتی ہے۔ زانیہ نہیں ہو سکتی۔ رب فرماتا ہے۔ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ۔ آپ کی دو لڑکیاں تھیں۔ رعوز اور ریثا۔ یہ دونوں اور سارے مسلمان بچا لئے گئے۔ باقی لوگ ہلاک کر دیئے گئے ۱۰۔ اس طرح کہ پہلے تو زمین کا تختہ لوٹا گیا کہ حضرت جبریل نے اس پورے طبقہ کو آسمان تک اٹھایا پھر الٹا کرکے گرا دیا۔ پھر اس الٹے ہوئے پر ایسے پتھر برسے جو گندھک اور آگ سے مرکب تھے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ

فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ

گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے تو صالح نے ان سے منہ پھیرا ۱ اور کہا

یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ

اے میری قوم بیشک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا دی اور تمہارا بھلا چاہا

لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۷۹﴾ وَلُوْطًا اِذْ

مگر تم خیر خواہوں کے غرضی ہی نہیں ۲ اور لوط کو بھیجا ۳

قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا

جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا وہ بے حیائی کرتے ہو ۴ جو تم سے پہلے جہان

مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ

میں کسی نے نہ کی ۵ تم تو مردوں کے پاس شہوت سے

شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾

جاتے ہو عورتیں چھوڑ کر ۶ بلکہ تم لوگ حد سے گزر گئے

Page-255.bmp

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ

اور اس کی قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہی کہنا کہ ان کو اپنی بستی

مِّنْ قَرْیَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ

سے نکال دو ۷ یہ لوگ تو پاکیزگی چاہتے ہیں تو ہم نے اسے

وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۗۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۸۳﴾

اور اس کے گھر والوں کو ۸ نجات دی مگر اس کی عورت وہ رہ جانے والوں میں ہوئی ۹

وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

اور ہم نے ان پر ایک مینہ برسایا ۱۰ تو دیکھو کیسا انجام ہوا

الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۸۴﴾ ع وَاِلٰى مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ

مجرموں کا ۱۱ اور مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب علیہ السلام کو بھیجا ۱۲ کہا

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ

اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک

جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ

تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آئی تو ناپ اور تول

وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ

پوری کرو ؎ اور لوگوں کی چیزیں گھٹا کر نہ دو

وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ

اور زمین میں انتظام کے بعد فساد نہ پھیلاؤ ؎ یہ تمہارا

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ

بھلا ہے اگر ایمان لاؤ ؎ اور ہر راستہ پر یوں نہ

صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

بیٹھو ؎ کہ راہ گیروں کو ڈراؤ اور اللہ کی راہ سے انہیں روکو

مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ

جو اس پر ایمان لائے اور اس میں کجی چاہو اور یاد کرو جب تم

قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾

تھوڑے تھے اس نے تمہیں بڑھا دیا ؎ اور دیکھو فسادیوں کا کیسا انجام ہوا ؎

وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْۤ اُرْسِلْتُ

اور اگر تم میں ایک گروہ اس پر ایمان لایا جو میں لے کر بھیجا گیا

بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ

اور ایک گروہ نے نہ مانا ؎ تو ٹھہرے رہو یہاں تک اللہ

اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

ہم میں فیصلہ کرے اور اللہ کا فیصلہ سب سے بہتر ؎

(بقیہ صفحہ ۲۵۵) وہاں کے باشندے زمین میں دھنسائے گئے اور جو سفر میں تھے وہ بارش سے ہلاک ہوئے ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یہ بدکاری تمام جرموں سے بڑا جرم ہے کہ قوم لوط پر ایسا عذاب آیا جو دوسری معذب قوموں پر نہ آیا تھا۔ اب بھی اسلام میں زانی کی وہ سزا ہے جو قاتل کی بھی نہیں۔ یعنی سنگسار کرنا۔ دوسرے یہ کہ مجرموں کے تاریخی حالات پڑھنا۔ ان میں غور کرنا بھی عبادت ہے تاکہ اپنے دل میں گناہوں سے نفرت پیدا ہو۔ اسی طرح محبوب قوموں کے حالات میں غور کرنا محبوب ہے تاکہ اطاعت کا جذبہ پیدا ہو۔ ۱۲۔ یعنی شعیب ابن میکیل ابن یشجر ابن مدین۔ مدین نے لوط علیہ السلام کی بیٹی ریثا سے نکاح کیا جس سے بہت اولاد ہوئی کہ ان سے یہ بستی بس گئی اور اس بستی کا نام مدین رکھا گیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام وجیہہ و خوبصورت تھے آپ کی بیٹی صفورا موسیٰ علیہ السلام کے نکاح میں تھیں

۱۔ معلوم ہوا کہ بعض احکام کے کفار بھی مکلف ہیں کیونکہ حضرت شعیب نے اپنی کافر قوم کو ناپ تول درست کرنے کا حکم دیا۔ اور نہ ماننے پر عذاب الٰہی آ گیا۔ بلکہ قیامت میں کافروں کو نماز چھوڑنے پر بھی عذاب ہو گا۔ رب فرماتا ہے قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ البتہ عبادات کفار پر شرعاً واجب نہیں ۲۔ یعنی یہاں نبی تشریف لے آئے۔ نبوت کے احکام جاری فرما دیئے اس سے بستی کی اصلاح ہو گئی۔ اب تم کفر و گناہ سے فساد برپا نہ کرو۔ ۳۔ یعنی اگر تم ایمان لا کر ناپ تول درست کرو اور فساد سے باز آ جاؤ تو تمہارے لئے بہت بہتر ہے کہ آخرت میں اس کا ثواب پاؤ گے۔ حضور فرماتے ہیں کہ سچا تاجر قیامت میں نبیوں کے ساتھ ہو گا اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو صفائی معاملات کا اجر آخرت میں نہ ملے گا۔ آخرت کا اجر مومن کے لئے ہے۔ ۴۔ یہ لوگ مدین کے راستوں پر بیٹھ جاتے تھے۔ ہر راہ گیر سے کہتے تھے کہ مدین شہر میں ایک جادوگر ہے اس کے پاس نہ جانا۔ ان کا نام شعیب علیہ السلام ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے بعض لوگ مسافروں پر ڈکیتی کرتے تھے ۵۔ یعنی تم تھوڑے تھے تمہیں بہت کر دیا۔ غریب تھے امیر کر دیا۔ کمزور تھے قوی کر دیا۔ ان نعمتوں کا تقاضا ہے کہ تم اس کا شکریہ ادا کرو کہ مجھ پر ایمان لاؤ ۶۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام بھی شعیب علیہ السلام کا ہے۔ آپ اپنی قوم سے فرما رہے ہیں کہ اپنے سے پہلی امتوں کے تاریخی حالات معلوم کرنا قوم کے بننے بگڑنے سے عبرت پکڑنا حکم الٰہی ہے۔ ایسے ہی بزرگان دین خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری شریف کا مطالعہ بہترین عبادت ہے اس سے تقویٰ رب کا خوف عبادت کا ذوق پیدا ہوتا ہے۔ ۷۔ جیسے بارش سے زمین کا ہر رقبہ سرسبز نہیں ہوتا کچھ محروم بھی رہتا ہے۔ ایسے ہی نبی کی تعلیم سے سارے انسان ہدایت پر نہیں آتے بعض محروم رہتے ہیں۔ بلکہ نبوت کی بارش سے دل کے حال کا ظہور ہوتا ہے۔ قدرت نے جیسا تخم سینے میں ودیعت رکھا ہے اسی کا ظہور ہو گا۔ ۸۔ دنیاوی حکام بھی حاکم ہیں مگر مجازی۔ جن کے حکم میں غلطی ہو سکتی ہے۔ رب تعالیٰ حاکم حقیقی ہے جس کے حکم میں نہ غلطی کا احتمال ہے۔ نہ اس کے حکم کی کہیں اپیل ہے۔ لہٰذا یہ آیت بالکل حق ہے۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں۔